عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۰ | ۱۷ تا ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ نومبر ۲۰۲۱ء | شمارہ: ۴۴

گوہر شاہی کے عقائد و نظریات

قرآن و سنّت کے احکام اور ہمارا عدالتی نظام

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

شریک حیات سے نازیبا الفاظ کہنے کی شرعی حیثیت

س:......شوہر اگر بیوی کو مندرجہ ذیل الفاظ کہے: ’’میں تیری صورت نہیں دیکھنا چاہتا، تیرے چہرے پر تھوکتا ہوں۔‘‘ تو کیا اس سے کوئی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

ج:...... مذکورہ الفاظ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی، لیکن اس طرح کے الفاظ اپنی بیوی سے کہنا انتہائی بُری بات اور گناہ ہے۔

س:...... ’’میں نے اپنی زندگی سے تجھے نکال دیا ہے، جا نکل اور میری جان چھوڑ؟‘‘

ج:...... اگر مذکورہ الفاظ سے شوہر نے طلاق دینے کی نیت کی ہو تو طلاق بائن واقع ہوجائے گی اور فوراً ہی نکاح ختم ہوجائے گا۔ ایسی صورت میں اگر شوہر رجوع کرنا چاہے تو عدت کے اندر یا عدت گزرنے کے بعد دوبارہ نکاح کرسکتا ہے، جبکہ عدت گزرنے کے بعد عورت آزاد ہوگی۔ دوسری جگہ بھی نکاح کرسکتی ہے۔ لیکن اگر شوہر نے طلاق دینے کی نیت نہیں کی تھی تو ایسی صورت میں کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ شوہر اگر قسم کھا کر کہے تو اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا۔

س:...... ’’وہ کون سی منحوس گھڑی تھی، جو تجھ جیسی منحوس سے میں نے رشتہ جوڑا۔‘‘

ج:...... ان الفاظ سے بھی کوئی طلاق نہیں ہوتی، لیکن بیوی کو منحوس کہنا یا وقت کو منحوس اور بُرا کہنا غلط ہے۔ نحوست اگر ہے تو وہ انسان کے اپنے غلط اور ناجائز عمل میں ہوتی ہے۔

میرے نام ہبہ کی گئی زمین میں دیگر وارثان کا حصہ

س:...... میرے والد صاحب نے اپنی زندگی میں اپنی ملکیت ومقبوضہ اراضی زرعی و باغ مجھے اور میرے برادر حقیقی اور میری والدہ صاحبہ کو جمیع برابر برائے تملیک کرنا، رجسٹری شدہ تملیک کردی اور قبضہ مشترکہ طور پر اکٹھا دے دیا، کیونکہ رقبہ کا جملہ کام میں ہی کرتا تھا۔ والدین کی بقیہ جملہ جائیداد آمدہ وراثت زرعی۔ سکنی وکمرشل کی ہم نے شرعاً تقسیم کی ہوئی ہے، جبکہ اس تملیک شدہ اراضی میں سے والدہ صاحبہ کی وراثت بھی شرعاً تقسیم ہوچکی ہے۔ والد صاحب نے رجسٹری تملیک نامہ میں واضح طور پر لکھا ہے کہ: ’’یہ تملیک کے بعد وارثان آپس میں نہ جھگڑیں، اس تملیک کی رو سے مجھے ۸ کینال اور ۲ مرلے رقبہ آیا ہے۔‘‘ اب مجھے اس بارہ میں فتویٰ چاہئے کہ میرے اس رقبہ میں والد صاحب کے بقیہ وارثان کا حصہ بنتا ہے یا نہیں؟

ج:...... صورتِ مسؤلہ میں موہوبہ زمین کو اگر آپ کے والد نے الگ الگ حصے کرکے آپ لوگوں کو قبضہ دے دیا تھا تو یہ ہبہ درست ہوگیا اور قبضہ کرلینے سے ہبہ مکمل بھی ہوگیا۔ والدہ اور بھائی کی اجازت سے ان کے حصہ پر آپ کا قبضہ کرلینا بھی درست تھا۔ ایسی صورت میں ہر ایک کو ہبہ کی گئی زمین پر اس کی ملکیت ثابت ہوگی۔ اس میں کسی دوسرے کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ لیکن اگر والد نے زمین تقسیم کرکے ہر ایک کا حصہ متعین نہیں کیا تھا اور مشترکہ زمین ہی ہبہ کرکے قبضہ دے دیا تو یہ ہبہ درست نہیں ہوا۔ جب ہبہ درست نہیں تھا تو قبضہ بھی صحیح نہیں ہوا۔ لہٰذا ایسی صورت میں یہ زمین والد کی وراثت میں شامل ہوگی اور ہر ایک وارث کو اس کے شرعی حصہ کے مطابق ہی تقسیم ہوگی۔ اس لئے مذکورہ تقسیم غلط ہے، اب دوبارہ تمام ورثاء میں شریعت کے مطابق تقسیم کی جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۰ ۱۷تا۲۴ ربیع الثانی ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۳تا۳۰ نومبر ۲۰۲۱ء شمارہ:۴۴

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

تحفظ ختم نبوت اور ملکی و عالمی سیاست	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
رائے ونڈ کا سالانہ تبلیغی اجتماع	۸	مفرح فاروق
بے حس حکمران	۱۰	علی معین نوازش
دین کی پاسداری ہماری بقا کی ضامن	۱۲	مولانا محمد اجمل قاسمی مدظلہ
مرنے کو مسلماں بھول گئے	۱۷	پروفیسر عبدالواحد سجاد
صحابہ کرامؓ سے محبت دینِ حق کی خشتِ اول ہے	۱۹	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی
قرآن وسنت کے احکام اور ہمارا عدالتی نظام	۲۲	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
ریاض احمد گوہر شاہی کے عقائد ونظریات…	۲۳	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۱۰۰ڈالر یورپ، افریقہ:۸۰ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک:۷۰ڈالر
فی شمارہ ۱۵روپے، ششماہی:۳۵۰روپے، سالانہ:۷۰۰روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

تحفظ ختم نبوت اور ملکی وعالمی سیاست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

چند ماہ قبل یورپی یونین کے چند ممبران نے قرارداد پیش کی اور ہماری حکومت سے مطالبہ کیا کہ ناموسِ رسالت قانون کو ختم کیا جائے اور ناموسِ رسالت کی توہین کے جرم میں جتنے سزا یافتہ قیدی ہیں، ان سب کو رہا کیا جائے اور خصوصاً شفقت مسیح اور شگفتہ مسیح کو رہا کیا جائے۔ حکومت نے ان کے کہنے پر شفقت مسیح اور شگفتہ مسیح کو رہا کردیا۔ اس سے قبل بھی یورپی یونین کا وفد پاکستان آکر ہماری موجودہ حکومت کو مجبور کرکے آسیہ مسیح کو رہا کراچکا ہے۔ حالانکہ سیشن کورٹ، اور ہائی کورٹ انہیں سزائے موت سنا چکی تھی، لیکن حکومت نے یورپی یونین کے دباؤ کے سامنے ڈھیر ہوکر سابقہ چیف جسٹس ثاقب نثار کے ذریعہ اس کو بری کرکے باہر بھجوادیا، اس پر مستزاد یہ کہ ہمارے وزیراعظم جب امریکا کے دورہ پر گئے تو صحافیوں کے سامنے برملا امریکا کے صدر ٹرمپ کو کہا کہ عوام اور مذہبی جماعتوں کے مطالبات کے برعکس میں نے اس آسیہ کو رہائی دلاکر بیرونِ ملک جانے کی اجازت دی۔

ان حالات میں اندیشہ ہوگیا تھا کہ اگر پاکستانی عوام نے اس کا مؤثر جواب نہ دیا تو کہیں یہ حکومت اُن کے اس مطالبے کو مانتے ہوئے قانونِ تحفظ ناموسِ رسالت میں کوئی تبدیلی نہ کردے، کیونکہ اس سے پہلے مغرب ہی کے دباؤ پر ''وقف املاک بل'' اس گورنمنٹ نے قومی اسمبلی سے منظور کیا، اس کے بعد گھریلو تشدد بل لایا گیا، اس لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فیصلہ کیا کہ ملک کے بڑے بڑے شہروں میں اجتماعات اور کانفرنسیں منعقد کی جائیں، تاکہ عوام کے سامنے مغرب خصوصاً یورپی یونین کے ان مذموم عزائم سے مسلمان بھائیوں کو آگاہ کیا جائے اور عوام کی تائید اور تعاون سے حکومت پاکستان کے ذریعہ یورپی یونین اور مغرب کو پیغام دیا جائے کہ پاکستانی عوام تمہارے ان مذموم مقاصد کو مسترد کرتی ہے اور تمہیں بتادینا چاہتی ہے کہ ہم مسلمان پاکستانی قوم ہر مشکل سے مشکل فیصلے کو قبول کرسکتے ہیں، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے بنائے گئے قوانین میں کوئی ترمیم یا ردوبدل قبول نہیں کریں گے۔ اسی سلسلہ میں ۹؍ستمبر ۲۰۲۱ء کو راول پنڈی لیاقت باغ میں عظیم الشان کانفرنس منعقد کی گئی، جس میں راول پنڈی، اسلام آباد کے علاوہ آس پاس کے تمام اضلاع اور ڈویژنوں کی خلق خدا لاکھوں میں اس اجتماع میں شریک ہوئی۔ اس لیاقت باغ میں میری دانست میں اس سے پہلے اتنا بڑا مذہبی اجتماع کبھی نہیں ہوا۔ ۷؍ستمبر ۲۰۲۱ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیراہتمام مینارِ پاکستان پر ایک فقید المثال کانفرنس منعقد کی گئی، جس کی حاضری بھی لاکھوں میں تھی اور اتنا بڑا اجتماع چاہے مذہبی ہو یا سیاسی مینارِ پاکستان پر کبھی نہیں ہوا۔

۷؍اکتوبر ۲۰۲۱ء کو ملتان قلعہ کہنہ قاسم باغ میں جنوبی پنجاب کی سطح پر ایک بڑی کانفرنس منعقد کی گئی، جس میں اور مہمانانِ گرامی کے علاوہ جامعہ علومِ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری دامت برکاتہم، نائب مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی مولانا احمد یوسف بنوری مدظلہ اور استاذ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن مولانا محمد عمرانور مدظلہ بھی شریک ہوئے۔ مہتمم جامعہ اور نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری دامت برکاتہم نے ایک نشست کی صدارت فرمائی اور نائب مہتمم صاحب

نے پر مغز، مؤثر اور بہت ہی اہم خطاب کیا، جو افادۂ عام کی غرض سے گزشتہ شمارہ میں شامل اشاعت تھا۔

۲۸، ۲۹/اکتوبر ۲۰۲۱ء بروز جمعرات، جمعہ دو دن چالیسویں سالانہ چناب نگر ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں تمام مسالک کے علمائے کرام شریک ہوئے، نائب امیر مرکزیہ اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی نمائندگی کے لئے حضرت مولانا ڈاکٹر سعید عبدالرزاق، حضرت مولانا مفتی تقی الدین شامزی، حضرت مولانا انس انور مدظلہم، ان کے علاوہ حضرت مولانا مفتی خالد محمود نائب مدیر اقرأ روضۃ الاطفال و رکن شوریٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور راقم الحروف شریک ہوئے۔

قیامِ پاکستان کے بعد انگریز گورنر موڈی نے قادیانیوں کو دریائے چناب کے قریب زمین کا وسیع رقبہ الاٹ کیا، انہوں نے دجل سے اس کا نام ربوہ رکھا اور ریاست کے اندر ریاست قائم کرلی۔ مسلمان علمائے کرام نے مطالبہ کیا کہ اس کو کھلا شہر قرار دیا جائے اور اس کا نام ربوہ سے تبدیل کر کے چناب نگر رکھا جائے، الحمدللہ! مسلمانوں کے یہ مطالبات منظور ہوئے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے وہاں ۹ کنال جگہ حاصل کی، ایک مسجد، مدرسہ، ڈسپنسری اور دفتر قائم کیا۔ پھر ۱۶ کنال مزید زمین خریدلی، جس میں اور تعمیرات کے علاوہ جلسہ کے لئے ایک پنڈال بھی بنایا گیا، جہاں ہر سال ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی آرہی ہے، جگہ کی تنگ دامنی کے باعث اس بار حکومت پنجاب کو درخواست کی گئی کہ مدرسہ سے باہر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے بانی اور سابق امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہٗ کے نام سے منسوب ''بنوری پارک'' میں جلسہ منعقد کرنے کی اجازت دی جائے، اس لئے کہ مجمع کی کثرت اور خصوصاً جمعہ کی نماز مسجد اور پنڈال میں ہونے کے باوجود تنگیٔ داماں کا شکوہ ہمیشہ رہتا ہے۔ حکومت نے اس کو قبول نہ کیا اور اگلے سال تک اس کو ٹال دیا، البتہ جمعہ کی نماز پڑھنے کی اجازت دے دی، الحمدللہ! اس بار جمعہ اس پارک میں پڑھا گیا، جمعہ کے خطبہ اور امامت کی سعادت راقم الحروف کے حصہ میں آئی، اللّٰھم لک الحمد ولک الشکر۔

اس بار اس کانفرنس میں اتنے لوگ شریک ہوئے کہ جمعہ کی نماز میں پورا پارک، اس کے اطراف کی سڑکیں اور مسجد و مدرسہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ جمعہ کی نماز کے بعد آخری خطاب حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم نے فرمایا۔ کسی قدر حک و اضافہ کے بعد آپ کا خطاب افادۂ عام کی غرض سے یہاں نقل کیا جاتا ہے، آپ نے فرمایا:

''گرامی قدر امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، اکابرین علمائے کرام، مشائخ عظام، بزرگان ملت، میرے دوستو اور بھائیو! ہر سال کی طرح اس سال بھی یہاں چناب نگر میں اس عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد ہوا ہے۔ میں اس کی کامیابی پر آپ تمام حضرات کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ایسی کانفرنسوں میں آپ کی شرکت، آپ کی دلچسپی دنیا کو یہ پیغام دے رہی ہیں کہ پاکستان میں قادیانیت کا عنصر دوبارہ سر نہیں اٹھا سکے گا۔ یہ برصغیر کا سب سے بڑا فتنہ ہے اور اس فتنے کی سرکوبی اگر دنیا میں کہیں ہوئی ہے تو یہ شرف پاکستان کی پارلیمنٹ کو حاصل ہے۔ اور یہ تاریخ کے اوراق پر ایک ایسا نقش ہے کہ جسے آنے والا مورخ کبھی بھی محو نہیں کر سکے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے دین کا محافظ ہے اور ختم نبوت کے عقیدے کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے ہی کرنی ہے، ہم تو ایک سبب کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ اگر اللہ نے ہمیں اس مقصد کے لئے چنا ہے تو ہمارے لئے اس سے بڑی خوش بختی اور نہیں ہوسکتی۔ ہمیں اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ اللہ اس پر قادر تھا اور ہے کہ ہمیں فاجر، فاسق لوگوں کے گروہوں میں جا کر بٹھا دے، ہمیں ڈاکوؤں اور غنڈوں کے گروہوں میں جا کر بٹھا دے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں علماء کا ماحول دیا ہے، دین داروں کا ماحول دیا ہے، اہل علم کا ماحول دیا ہے اور روحانی طور پر ایک خوشبودار اور خوشگوار ماحول دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ زندگی کے آخری سانس تک ہمیں اسی ماحول سے وابستہ رکھے۔

میرے محترم دوستو! جس وطن عزیز کو ہم نے لا الہ الا اللہ کے نعرے سے حاصل کیا تھا اور جس نعرے کی اساس پر پورے برصغیر کے مسلمانوں نے قربانیاں دی تھیں۔ سات دہائیاں اس ملک کی گزر چکی ہیں۔لیکن کیا وجہ ہے کہ آج بھی اسلام کے نام لیوا مضطرب ہیں۔ ہمیں اس وقت بھی اسلام کے بارے میں تشویش ہے۔ یہ ملک اگر اسلام کے نام پر بنا تھا تو یہاں پر اسلام کو محفوظ ہونا چاہیے تھا۔ پھر اس کی ضرورت نہیں تھی کہ ہم اسلام کی حفاظت کی جنگ لڑتے۔ یہ ریاست کی ذمہ داری تھی کہ وہ اسلام کی حفاظت کرتی۔لیکن یہاں تو ریاست اسلام کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ وہ تو مغرب کی غلامی میں ڈوبی ہوئی ہے۔ مغربی تہذیب، مغربی فکر اور مغربی سوچ ان کے اوپر مسلط ہے۔ اور اپنے مشوروں میں ایک بات پر ساری سوچ مرکوز ہوتی ہے، کہ ہم کون سی ایسی بات کریں، کون سا ایسا کام کریں کہ جس سے مغرب ہم سے راضی ہو جائے۔ اللہ کو راضی کرنے کی کوئی سوچ نہیں۔ کب ہمیں وہ منزل ملے گی؟ کب ہمیں وہ اطمینان ملے گا؟ یہاں تو اگر علماء کرام سیاست سے وابستہ رہتے ہیں تو بار بار انہیں احساس دلایا جاتا ہے کہ آپ تو شریف لوگ ہیں، آپ کیوں سیاست کر رہے ہیں۔ مولوی صاحب! یہ سیاست تو آپ کا کام نہیں ہے۔لیکن میرا عقیدہ اور ایمان ہے کہ جو شخص اسلام کے نظام سیاست کا انکار کرتا ہے وہ ’’الیوم اکملت لکم دینکم‘‘ کا انکار کر رہا ہے۔

دین اسلام انبیاء کرام سے ہوتا ہوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر مکمل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس نظام کو نعمت سے تعبیر کیا اور اس طرح ہمارے اوپر نعمت تمام کر دی۔ تو پھر کیا سیاست انبیاء کرام کا وظیفہ نہیں رہا ہے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی سیاست کیا کرتے تھے۔ یعنی ان کے مملکتی اور اجتماعی نظام کی تدبیر اور اس کا انتظام وانصرام انبیاء کرام علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ ایک نبی جاتا تھا، دوسرا اس کی ذمہ داری کو سنبھالتا تھا، اور اب یہ ذمہ داری میری ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس کے ذیل میں فرمایا: ولا نبی بعدی، اب میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کو سیاست کے ذیل میں ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں ختم نبوت ہی ہماری سیاست کی اساس ہے۔ اگر علماء کرام سیاست سے لاتعلق ہو جائیں، کمروں اور حجروں میں گوشہ نشینی اختیار کر لیں تو پھر دین ایک نامکمل صورت میں امت سے امت کی طرف منتقل ہوگا۔ ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف منتقل ہوگا۔ علمائے کرام! اس کو مکمل بنائیں اور علمائے کرام! ذرا اپنے اندر ہمت پیدا کریں۔

ایک دفعہ ڈیرہ اسماعیل خان میں ہمارے مخدوم حضرت مولانا سید ارشد مدنی دامت برکاتہم تشریف لائے تھے۔ وہاں شیخ الہندؒ سیمینار تھا اور اس سے انہوں نے خطاب کیا اور اس اجتماع میں انہوں نے حضرت شیخ الہندؒ کی یہ بات نقل کی کہ وہ فرمایا کرتے تھے: ’’جو علماء کرام محراب میں بیٹھ کر اور حجروں میں بیٹھ کر دین کی اِس خدمت کو اپنے لئے کافی سمجھتے ہیں، وہ دین کے خادم نہیں، وہ دین کے دامن پر بدنما داغ ہیں۔‘‘ حضرت شیخ الہندؒ کا نام لینے والو! میں نہیں کہہ رہا، ان کے گھر کا بندہ کہہ رہا ہے۔

کیا وجہ ہے کہ ختم نبوت کا انکار تو قادیانی کر رہا ہے، اسلام سے بغاوت تو قادیانی کر رہا ہے۔ اگر یہ خالصتاً مذہبی مسئلہ ہے تو پھر امریکا اس کو کیوں سپورٹ کر رہا ہے؟ پھر یورپ اس کو کیوں سپورٹ کر رہا ہے؟ ہمارے حکمران کیوں سپورٹ کر رہے ہیں؟ قادیانیت کو سپورٹ کرنا اگر اس سے امریکا کی سیاست کا کوئی تعلق نہیں ہے، یورپ کی سیاست کا کوئی تعلق نہیں ہے، تو پھر ہم بھی کہیں گے کہ ہاں واقعی ہمارا تو اس سے زیادہ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اگر وہ قادیانی اپنے سیاسی مقاصد اور مغرب کے مفادات، انگریز کے مفادات، اور اس کے لئے استعمال ہوتے رہیں، تو پھر حکمرانوں کے مفادات کے لئے کئی ایسے فرقوں کا استعمال ہونا اور ظالم قوتوں کے لئے اور مستعمر قوتوں کے لئے جو قوت استعمال ہوتی ہے پھر اس کا مقابلہ کرنا اس کو بھی پھر اس طرح کی سیاست نہ کہا جائے۔

اے قادیانیو! تم تو امریکا کے لئے استعمال ہو، تم تو انگریز کا خود کاشتہ پودا ہو۔ اسلام کو کمزور کرنے کے لئے پورا یورپ تمہیں سپورٹ کرے اور ہم

اس کے مقابلہ میں پارلیمنٹ میں بات کریں، عوام میں بات کریں تو تم کہو کہ اس مسئلہ کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں، یہ کتنا بڑا ظلم ہے۔

علمائے کرام! ذرا میری باتوں پر غور کریں۔ میں ایک مشن رکھتا ہوں، ایک نصب العین رکھتا ہوں۔ میں اپنے نصب العین کی طرف آپ کو بلاتا ہوں۔ میں اسلام کی جامعیت، اس کی ہمہ گیریت اور اس کی آفاقیت کی طرف آپ کو بلاتا ہوں۔ آیئے! اس مقصد کے لئے ایک ہو جایئے۔

آج کے حکمرانوں کو جس راستے سے ایوان کے اقتداروں تک پہنچایا گیا، یہ مفت میں نہیں تھا۔ یہ ایک ایجنڈے کے ساتھ تھا۔ اس ایجنڈے میں قادیانیوں کو دوبارہ مسلمان قرار دینا، اس ایجنڈے میں انسداد توہین رسالت کے قانون کو ختم کرنا، توہین رسالت کے مرتکب لوگوں کو جیلوں سے نکال کر رہا کرنا اور آج بھی تحریری طور پر مغرب کی طرف سے جو خطوط آتے ہیں، ان کی رپورٹس آتی ہیں، وہ سب یہ باتیں کہہ رہے ہیں۔

تو پھر ایسا کیوں نہیں ہو رہا، اب تک حکمران ایسا کیوں نہیں کر پائے۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے آپ کے سامنے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ یہ نہیں کہ وہ نہیں کرنا چاہتے۔ الحمدللہ! ہم نے کرنے نہیں دیا۔ ہم نے ان کو اس میدان میں شکست دی ہے۔ اور میں آج بھی اپنے حکمرانوں کو اس اجتماع سے پیغام بھیجنا چاہتا ہوں کہ جو عزائم تمہارے اندر موجود ہیں، واپس ہو جاؤ، ورنہ پھر انتہائی ذلت اور ناکام انجام کا انتظار کرو۔

یہ باتیں اور وعدے کر چکے ہیں، جتنا ان کے بس میں تھا، وہ کر چکے ہیں۔ ہم تمہارے عزائم جانتے ہیں، شاید کسی مدرسے کے حجرے میں پڑھانے والا مدرس نہ جانتا ہو۔ شاید کسی محراب میں محصور ایک مولوی صاحب نہ جانتا ہو۔ لیکن ہم میدان کے لوگ ہیں اور سیاست کی غلام گردشوں میں چالیس سال آوارہ گردی کرتے کرتے گزر گئی ہے۔ ہم جانتے ہیں، تمہارے عزائم کیا ہیں؟ تم کیا سوچتے ہو، لیکن ہم پر عزم ہیں اور ان شاء اللہ! دین اسلام، پاکستان کے آئین کی اسلامی دفعات، ختم نبوت کے عقیدے اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے آج کا یہ جلسہ عزم کرتا ہے کہ ہم ہر قیمت پر اس کی حفاظت کریں گے۔ اور اس کے لئے جان دینا پڑی تو اس سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔

میرے محترم دوستو! پاکستان میں آپ کو دو طرح کے لوگ نظر آئیں گے، کچھ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو لبرل کہتے ہیں، سیکولر کہتے ہیں اور ہم اپنے الفاظ میں ان کو مذہب بیزار کہتے ہیں۔ یہ طبقہ پاکستان کے خلاف بولے، پاک فوج کے خلاف بولے، یہ طبقہ پاکستان کے جرنیلوں کو گالیاں دے، تب بھی وہ محفوظ ہیں اور اگر کوئی مذہبی تنظیم اس ملک میں اللہ کے دین کی بات کرتی ہے، اسے کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ اسے دہشت گرد کہہ دیا جاتا ہے۔ آج بھی آپ مناظر دیکھ رہے ہیں، یہ امتیاز کیوں ہے؟ مطالبہ جائز بھی ہو سکتا ہے، غلط بھی ہو سکتا ہے۔ اس سے آپ اختلاف بھی کر سکتے ہیں، لیکن اپنے مطالبے کے لئے آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے مظاہرہ کرنا یہ کون سا جرم ہے کہ آپ ان کو غدار بھی کہیں، دہشت گرد بھی کہیں، ان پر گولیاں بھی چلائیں۔ یہ کون سا انصاف کا راستہ ہے، تو انصاف والو! پھر یہ انصاف کی تحریک نہیں ہے۔ آپ کے رویوں سے انصاف تاریک نظر آتا ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت اس محاذ پر جو کام کر رہی ہے، ہم ان شاء اللہ! اس محاذ پر ان کے سپاہی کی طرح کام کریں گے اور اس ملک کو ایک مضبوط اور مستحکم اسلامی مملکت بنانے کی تحریک کو آگے بڑھائیں گے۔ ہم سب ایک صف میں ہیں اور ایک محاذ پر ہم نے لڑنا ہے اور حکمرانوں کو اتنا بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہماری ایک تاریخ ہے اور جب ہم اپنی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو الحمدللہ! ثم الحمدللہ! ہماری تاریخ اور ہمارے اکابر و اسلاف کی تاریخ میں خوف نام کی کوئی چیز ہمارے قریب سے نہیں گزری۔ میرے محترم دوستو! ہم اس محاذ پر آگے بڑھیں گے اور اپنے عقائد کا تحفظ کریں گے، آپ کو سمجھانے کی ضرورت نہیں، اس کے لئے آپ اپنی تاریخ پڑھ لیں۔ آپ کی تاریخ خود آپ کے لئے ایک سبق ہے۔ آپ کی ماضی کی تاریخ وہ آپ کے مستقبل کی روشنی ہے۔ اس میں ہم نے اور آپ نے اپنے مستقبل کو طے کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دین کا حافظ اور محافظ ہو۔ اور رب العزت اس راستے میں ہمیں خدمت کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔“ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

رائے ونڈ کا سالانہ تبلیغی اجتماع

مفرح فاروق

رائے ونڈ کا عالمی تبلیغی اجتماع حج بیت اللہ کے بعد مسلمانوں کا دوسرا بڑا اجتماع ہے۔ اپنا تن من دھن پیش کر کے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا تبلیغی جماعت کا مشن ہے۔ آج عالم اسلام میں مسلمانوں کے انحطاط وزوال کا سبب دینی ماحول سے علیحدگی ہے۔ اگر دینی ماحول میں رہیں گے تو اللہ کا توکل دل میں پیدا ہوگا۔ جب توکل دل میں اتر جائے تو بندہ اس قدر پرسکون ہوتا ہے کہ اسے دنیا کا مشکل سے مشکل مسئلہ بھی آسان لگتا ہے۔

سکون کے لئے ہم بہترین گاڑی بنگلہ اور آسائش کی ساری چیزیں اکٹھی کرتے ہیں، مگر کیا وجہ ہے کہ رات کو نیند کی گولی کھانے کے بغیر نیند نہیں آتی۔ مخمل کے بستر پر ساری رات کروٹیں بدلتے بیت جاتی ہے، مگر سکون نہیں ملتا، اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ پیسا اللہ تعالیٰ کی بہترین نعمت ہے، مگر ہم پیسے کے حصول کے لئے اتنا تیز دوڑتے ہیں کہ سکون کا اسٹاپ راستے میں ہی رہ جاتا ہے اور اس دوڑ کے آخر میں مختلف امراض بندے کو تحفے میں ملتے ہیں۔

قدرت ہر مزیدار چیز کے کھانے کو بریک لگا دیتی ہے، ہم مختلف انواع واقسام کے کھانے دیکھ تو رہے ہوتے ہیں، مگر دل کے مچلنے کے باوجود انہیں چھو نہیں سکتے، بات معمولی غور کرنے سے سامنے آجاتی ہے، مگر ہم سب کچھ جاننے کے باوجود مادیت کی طرف رواں رہتے ہیں اور اس خیال کو بھول جاتے ہیں کہ ہم نے آگے جا کر اپنے رب کے حضور حساب کتاب بھی دینا ہے۔ اس لئے سکون کے حصول کے لئے دولت سے ضرورت کی حد تک ہی لگاؤ کافی ہے اور یہ بات اس وقت سمجھ میں آتی ہے جب اللہ پر مکمل توکل پختہ ہو جائے۔

تبلیغی جماعت کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ نے توکل علی اللہ پیدا کرنے پر ساری زندگی لگا دی۔ انہوں نے جب محسوس کیا کہ انسان صرف مساجد کی تقریروں اور خانقاہوں تک محدود رہ گیا ہے تو آپ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے عمل کو آگے بڑھانے کے لئے تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔

یہ بات ہمارے علم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السلام کو حق کا پیغام پھیلانے کے لئے دنیا میں بھیجا، ان کے بعد صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ نے یہ سلسلہ سنبھال لیا، مگر جب یہ سلسلہ مساجد کے خطبوں اور خانقاہوں میں حاضری تک محدود ہو گیا تو مولانا محمد الیاسؒ نے اس ترتیب کے ساتھ جماعت کا انعقاد کیا جس سے دین سینہ در سینہ، فرد بہ فرد ہر ایک تک پہنچے۔

تبلیغی اجتماع کی تاریخ قدیم ہے، یہ ۱۹۲۶ء میں بستی نظام الدین اولیاء سے شروع ہوا، بستی نظام الدین میں ایک کچی سی مسجد تھی جس کا انتظام وانصرام مولانا محمد الیاسؒ کے والد مولانا محمد اسماعیلؒ کے پاس تھا۔ مولانا کا طریقہ کار یہ تھا کہ جب بھی وہاں سے کوئی قافلہ گزرتا تو وہ اسے اپنی مسجد میں لے جاتے، ان کی تواضع کرتے اور انہیں بتاتے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

ان کا پیغام دوسروں تک پہنچانا ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس میں مضبوطی تب پیدا ہوگی، جب انہیں دوسرا مسلمان اپنی زبان کے ساتھ نرم لہجے میں پہنچائے۔ نشر واشاعت کے مروجہ نظام کو چھوڑ کر جب بالمشافہ دین کی بات کی جائے گی تو سننے والا ضرور متاثر ہوگا، آہستہ آہستہ یہ ترتیب ارد گرد پھیلنے لگی، مولانا محمد الیاسؒ نے اپنے والد صاحب کے عمل کو مزید آگے بڑھانے کے لئے گاؤں گاؤں، قریہ قریہ تبلیغی وفود بھیجنا شروع کر دیئے۔

جو علاقے میں گشت کرتے اور لوگوں کو مسجد میں نماز پڑھنے کی تلقین کر کے ان کے دلوں کو نورِ اسلام سے منور کرتے۔ مولانا محمد الیاسؒ نے ساری زندگی اسی مشن پر گزار دی، ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ نے اس کام کو اس تیزی سے آگے بڑھایا کہ یہ پورے برصغیر میں پھیل گیا۔ تیسرے

حج سے واپسی پر مولانا محمد یوسفؒ بذریعہ ٹرین رائے ونڈ سے گزرے تو فرمایا: میرا دل کہتا ہے کہ یہاں سے رشد و ہدایت کا چشمہ پھوٹے گا۔ انہوں نے رائے ونڈ کی ایک کچی سی مسجد کو اپنی دعوتی و تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنالیا۔

اس کے ساتھ وسیع اراضی موجود تھی۔ رائے ونڈ کے رہائشی ایک بزرگ میاں جی عبداللہ اس کے مالک تھے۔ جب انہوں نے تبلیغی درس سنے تو اس قدر متاثر ہوئے کہ ساری زمین مسجد کے نام کردی۔ پھر یہاں بہت بڑی مسجد بنائی گئی۔ جہاں ۱۹۴۹ء کو پہلا اجتماع ہوا، جو چند ہزار نفوس پر مشتمل تھا، آہستہ آہستہ اس میں اضافہ ہوتا گیا اور اجتماعی مرکز کی جگہ کم پڑگئی، جس پر تبلیغی جماعت نے سندر روڈ پر وسیع و عریض قطعہ اراضی پر اجتماع کو منتقل کردیا، یہاں بھی جگہ کی مزید ضرورت ہوئی تو اردگرد کے لوگوں نے جگہ بیچنے سے انکار کردیا، کیونکہ تبلیغی اجتماع کے ہر سال انعقاد پر یہ اجتماع کے اردگرد بازار بناتے اور خوب پیسا کماتے۔

چند سال قبل اجتماع کو اسی جگہ دو حصوں میں بانٹ دیا گیا، نصف ملک کے افراد کو ایک اور نصف کو دوسرے مرحلے میں بانٹ دیا گیا۔ اب یہ اجتماع دس روز جاری رہتا ہے، پہلے مرحلے کے تین دنوں کے بعد چار دن کا وقفہ ہوتا ہے، پھر دوسرا مرحلہ بھی تین روز کا ہوتا ہے۔ اس دفعہ اجتماع ۴/نومبر ۲۰۲۱ء بروز جمعرات کی شام کو شروع ہورہا ہے، تیسرے دن اتوار کو صبح ۹ بجے آخری اجتماعی دعا ہوگی۔

تبلیغی جماعت کے امیر حاجی عبدالوہابؒ کے انتقال کے بعد مولانا نذرالاسلام نے انتظام وانصرام سنبھالا ہوا ہے، تاہم ابھی تک نئے امیر کا اعلان نہیں کیا گیا اور آٹھ علمائے کرام کی مجلس شوریٰ بنائی گئی ہے، جو تمام فیصلے کرتی ہے۔ آیئے ہم بھی اس پاک مشن میں شامل ہوکر اپنا فرض ادا کریں۔

☆☆..............☆☆

الائنس آف پرائیویٹ اسکول و عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام برائے آگاہی خاتم النبیین سیشن کا انعقاد

کراچی..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و الائنس آف پرائیویٹ اسکول کے زیراہتمام شہر کراچی کے چودہ مقامات پر آگاہی برائے خاتم النبیین سیشن کا انعقاد کیا گیا جس میں تقریباً چارسو اسکولز نے حصہ لیا۔ الائنس آف پرائیویٹ اسکول کے چیئرمین محمد علیم قریشی، مرکزی جنرل سیکریٹری محمد حنیف جدون، وائس چیئرمین شاہد خمیساء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع جنوبی و کیماڑی کے نگران مولانا محمد کلیم اللہ نعمان، مرکزی مبلغ مولانا عبدالحیٰ مطمئن نے پروگرام کی ترتیب قائم کیں، مقامی سیشنز پر اول منتخب ہونے والے طلبہ کو فائنل سیشن کا اہل بنایا گیا۔ سیمی فائنل میں بطور جج کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع کورنگی کے نگران مفتی محمد عادل غنی، مفتی رمضان، مفتی محمد ابرار زمان، حافظ نعمان گل نائف سمیت دیگر ذمہ داروں نے سرانجام دیئے۔ بعدازاں دو روزہ فائنل سیشن کا انعقاد بوائز اسکاؤٹ ہیڈکوارٹرز د آرٹس کونسل میں منعقد کیا گیا۔ پہلے روز قرأت و تقاریر کا سلسلہ جبکہ دوسرے دن نعت و کوئز پروگرام کی ترتیب بنائی گئی۔ دو روزہ فائنل سیشن میں ضلع شرقی کے امیر مولانا محمد رضوان اور مولانا محمد کلیم اللہ نعمان، لیاقت آباد کے نگران مولانا خالد محمود، معروف نعت خواں مولانا حبیب اللہ ارمانی، حافظ یاسر سہروردی نے بطور جج خدمات سرانجام دیں۔ مہمانان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے میڈیا کوآرڈینیٹر مولانا طلحہ رحمانی، بنوری ٹاؤن ایجوکیشن سسٹم کے پروفیسر مولانا ساجد، گلشن عمر کے لیکچرار مفتی کامران کیانی، جماعت اسلامی سندھ کے امیر محمد حسین محنتی، مرکزی راہنما محترم اسد اللہ بھٹو، سیلانی ویلفیئر ٹرسٹ کے بانی مولانا بشیر فاروقی، چیئرمین میٹرک بورڈ آفس شرف شاہ، ممبر صوبائی اسمبلی عالمگیر سمیت دیگر معززین و معروف شخصیات نے شرکت کی ہزاروں طلبہ کے مابین یہ مقابلہ خوب رہا سیشن کے آخر میں مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا بشیر فاروقی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ الائنس آف پرائیویٹ اسکول کے علیم قریشی، حنیف جدون سمیت پوری انتظامیہ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ نوجوان نسل میں عقیدہ تحفظ ختم نبوت کو اجاگر کرنے اور انسانیت کی خدمات سرانجام دینے کے حوالے سے اہم کردار ادا کیا ہے۔ ہماری نوجوان نسل قوم و ملت کا قیمتی اثاثہ ہیں اور ان کی حفاظت ہم سب کی ذمہ داری ہے، اس کم عمری میں عقیدہ ختم نبوت دماغوں میں پیوست کر دینے سے آنے والے اوقات میں ناموس رسالت کی چوکیداری کے لئے یہ نوجوان اپنی ذمہ داری پوری کریں گے۔ امت میں ختم نبوت کے شعور کو بیدار رکھنے کے لئے اس طرح کے پروگرام کی اشد ضرورت ہے۔ پروگرام کے آخر میں تمام مہمانان گرامی کو چیئرمین علیم قریشی، جنرل سیکریٹری حنیف جدون سمیت انتظامیہ کی جانب سے اعزازی شیلڈ، سندھی اجرک و دیگر تحائف پیش کیے گئے۔

بے حس حکمران!

علی معین نوازش

کسی قوم پر جب ایسا وقت آ جائے کہ اُس قوم کی اشرافیہ اور حکمران عام آدمی کے مسائل سے لاتعلق اور بے حس ہو جائیں، وہ عوام کے اہم ترین مسائل کو بھی سنجیدگی سے نہ لیں اور نہ اُن کے کسی مسئلے کا کوئی ٹھوس حل تجویز کر سکیں تو اُس قوم کو سمجھ جانا چاہئے کہ یہ اس کے لئے ایک خطرے کی گھنٹی ہے۔ ایسی صورتحال معاشرے کی ساکھ کو شدید متاثر کرتی ہے کیونکہ ایسے مواقع پر بے شمار خطرناک عناصر نہ صرف جنم لیتے ہیں بلکہ صورتحال کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے عام آدمی کا مزید استحصال بھی کرتے ہیں۔

روز افزوں مہنگائی اور پیٹرول کی قیمت آج تاریخ کی بلند ترین سطح تک پہنچ چکی ہے اور اِس معاشی بحران کی وجہ سے ہر پاکستانی شدید متاثر ہوا ہے۔ یہ مہنگائی پاکستان کی اشرافیہ اور حکمرانوں کو قطعاً ویسے متاثر نہیں کرتی جیسے مشکل سے دووقت کی روٹی کھانے والے غریب عوام کو کرتی ہے۔ اِس مہنگائی نے ہمارے حکمران طبقے اور اشرافیہ کی آسائشات کو بمشکل کم کیا ہوگا لیکن غریب آدمی کے لئے روٹی، تعلیم، صحت اور بجلی کے بلوں کا انتظام کرنا بھی مشکل تر ہو چکا ہے۔

حکمرانوں کی بے حسی کا یہ عالم ہے کہ اپنی ناکام اور ناقص معاشی پالیسیوں کو درست کرنے کی بجائے عوام کو یہ کہا جاتا ہے کہ مہنگائی صرف پاکستان کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ عالمی سطح پر قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں خطے کے دیگر ممالک کے مقابلے میں سب سے کم قیمت پر پیٹرول فروخت ہو رہا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چینی کم استعمال کریں، روٹی ایک کھا لیں، ساتھ ہی ساتھ عوام کو یہ تاکید بھی کی جاتی ہے کہ اپنی آمدن خود بڑھائیں، پھر ہی مہنگائی کا مقابلہ کر سکیں گے۔ سب سے بڑا لطیفہ تو یہ ہے کہ یہ مہنگائی، جو تاریخ کی بلند ترین سطح تک پہنچ گئی ہے، اس کا ذمہ دار بھی موجودہ حکومت گزشتہ حکومت کو ٹھہراتی ہے، ایک ایسی حکومت جو اپنے وزیراعظم کے پانچ سال پورے نہ کروا سکی وہ بھلا اقتدار ختم ہونے کے تین سال بعد بھی ملک میں مہنگائی کیسے بڑھا سکتی ہے؟

سونے پر سہاگہ یہ کہ وہ اوورسیز پاکستانی جو موجودہ حکومت کے حامی ہیں، وہ پاکستانیوں کو بار بار یہ درس دیتے ہیں کہ مہنگائی تو باہر کے ممالک میں بھی ہے، پیٹرول تو یہاں بھی مہنگا فروخت ہوتا ہے لیکن یہاں تو کوئی مہنگائی پر واویلہ نہیں کر رہا۔ گزشتہ دِنوں ایک وڈیو بھی وائرل ہوئی جس میں برطانیہ میں مقیم ایک اوورسیز پاکستانی خاتون کہہ رہی تھی کہ پاکستان میں تو لوگ بہت موج سے رہ رہے ہیں، برطانیہ میں تو زندگی بہت مشکل ہے، ان کا یہ بھی فرمانا تھا کہ عمران خان کا ہدف اِس وقت مہنگائی کنٹرول کرنا نہیں بلکہ عالمی منظرنامہ پر پاکستان کو نمایاں کرنا ہے۔

پہلی بات تو یہ کہ ہم جب عالمی سطح پر قیمتوں سے بار بار موازنہ کرتے ہیں اُس وقت ہم اُن ممالک کے رہائشیوں اور ایک پاکستانی کی آمدن کا موازنہ کیوں نہیں کرتے؟ امریکہ، برطانیہ اور دیگر ممالک میں بیٹھ کر پیٹرول کی

تحفظ ختم نبوت کانفرنس اوکاڑہ

اوکاڑہ..... گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامعہ اسلامیہ محمودیہ عیدگاہ اوکاڑہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں قاری عاصم عبدالودود نے تلاوت کی سعادت حاصل کی، نعت رسول مقبول مولانا شاہد عمران عارف ساہیوال اور چوہدری خالد محمود اوکاڑہ نے پیش کی۔ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے تفصیلی و پُراثر بیان فرمایا۔ مولانا عبدالرزاق نے نقابت کے فرائض ادا کئے۔ علماء کرام نے سرپرستی فرمائی، کثیر تعداد میں عوام الناس نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں مولانا قاری الیاس نے صدارت کی جبکہ مولانا قاری غلام محمود انور نے نگرانی کی۔ آخر میں خصوصی مہمانوں کی تواضع کی گئی۔

قیمت کا موازنہ کرنے والے لوگ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ اِن ممالک میں سالانہ فی کس آمدنی ۴۰ سے ۶۰ ہزار ڈالر کے درمیان ہوتی ہے جبکہ پاکستان میں فی کس سالانہ آمدنی ۱۱ سو ڈالر کے قریب ہے جو روپے کی کم ہوتی قدر کے ساتھ مزید کم ہوتی جا رہی ہے۔ ہمارے خطے میں بھی جہاں انڈیا میں فی لیٹر پیٹرول کی قیمت ۲۵۰ روپے بتائی جاتی ہے، وہاں بھی فی کس سالانہ آمدنی ۲۳ سو ڈالر ہے اور وہاں قیمتوں میں ہونے والے اضافے کی شرح بھی پاکستان میں قیمتوں میں ہونے والے اضافے سے کم ہے۔ پاکستان میں سب سے کم آمدنی والا شخص اگر ۱۰ لیٹر پیٹرول ڈلواتا ہے، جو موٹر سائیکل کا ایک ٹینک بنتا ہے، تو اُس کی آمدن کا ۱۰ فیصد حصہ خرچ ہو جاتا ہے جبکہ دیگر ممالک میں یہ شرح ۰.۲۵ سے ۱ فیصد تک ہے۔ اُن ممالک میں شرح مہنگائی بھی ۳ سے ۴ فیصد ہے جس کو بالکل غیر معمولی کہا جا رہا ہے جبکہ پاکستان میں یہ شرح اِس کے دوگنا سے بھی زیادہ ہے۔

دوسری طرف تلخ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے عوام تاریخ کے سب سے مشکل معاشی وقت سے گزر رہے ہیں، جو تاریخ کا سب سے بے حس وقت بھی ہے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ کورونا کے باعث عالمی سطح پر ہونے والے لاک ڈاؤن کی وجہ سے عالمی طور پر قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے لیکن پاکستان میں ہونے والی مہنگائی کے پیچھے ناقص حکومتی پالیسیاں بھی کارفرما ہیں۔ وفاقی وزیرِ خزانہ کی بار بار تبدیلی، روپے کی قدر میں مسلسل کمی، مہنگائی اور ذخیرہ اندوزی کو قابو نہ کرنے کی وجہ سے پاکستان جو کہ خوراک میں خود کفیل تھا، اب زرعی اجناس درآمد کرنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ پیٹرول کی قیمتوں پر یوٹرن اور ٹیکس اکٹھا کرنے میں ناکامی کیساتھ ساتھ کاروبار کو فروغ نہ دے پانا بھی ناکام معاشی پالیسیوں میں شامل ہے۔

لیکن اِس وقت حکمرانوں کی بے حسی سب سے بڑا مسئلہ بن چکی ہے۔ بے حس حکمرانوں کی طرف سے عوام کو کم روٹی کھانے، آمدن کے ذرائع بڑھانے اور دنیا کے دیگر ممالک سے قیمتوں کے موازنے کرنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ اِن سب باتوں، مفروضوں اور بہانوں سے اس عام آدمی کا کچھ نہیں بن پاتا جو ماہانہ ۱۵ سے ۲۰ ہزار کماتا ہے اور اِس قدر قلیل آمدنی میں اپنے خاندان کو نہیں پال سکتا۔ وہ اپنے اور بیوی بچوں کے بھوکے پیٹ کو دنیا میں مہنگائی کی شرح بڑھنے کی تسلی نہیں دے سکتا۔ وہ اپنے ماں باپ کی بیماری کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ پچھلی حکومتوں کی کرپشن کی وجہ سے موجودہ دورِ حکومت میں دوائیوں کی قیمت ۴ گنا تک بڑھ چکی ہے، اور نہ ہی وہ خود کو اپنی آمدنی بڑھانے کے مشورے پر عمل نہ کرنے کا قصوروار ٹھہرا سکتا ہے کیونکہ موجودہ حکومت کی وجہ سے ملک میں ہر طرف بیروزگاری نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ اشرافیہ یا حکمرانوں میں سے کوئی بھی ۱۵ سے ۲۰ ہزار ماہانہ میں گھر کا بجٹ نہیں بنا سکتا۔ تحریک انصاف کا حامی کوئی بھی اوورسیز پاکستانی پاکستان میں زندگی آسان ہونے کے باوجود پاکستان واپس کیوں نہیں آتا؟

ایران میں انقلاب آنے سے قبل شاہ کا بھائی کہتا تھا کہ عوام ٹریفک کا رونا کیوں روتے ہیں؟ وہ ہیلی کاپٹر کیوں استعمال نہیں کرتے؟ انقلابِ فرانس سے قبل جب ملکہ فرانس میری انتونیت کو کہا گیا کہ عوام کے پاس کھانے کے لئے روٹی نہیں ہے تو اُنہوں نے کہا کہ وہ کیک کیوں نہیں کھا لیتے۔ اِن حکمرانوں کی بے حسی کے بعد کی تاریخ ہم سب جانتے ہیں۔ ☆☆

قصور میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد

قصور..... گزشتہ دنوں قصور کی جامع مسجد بلال کوٹ اعظم خان میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت زینت القراءٗ قاری محمد بلال استاذ القراءٗ حضرت قاری مشتاق احمد رحیمی نے کی۔ شعراءٗ کرام نے اپنے اپنے کلام پیش کئے۔ قاری القرآن خطیب پاکستان حضرت مولانا قاری علیم الدین شاکر لاہور، شاہین ختم نبوت مناظر اسلام حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے بیانات ہوئے۔ مبلغ ختم نبوت اوکاڑہ مولانا عبدالرزاق مجاہد نے نقابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ مسجد کے خطیب مولانا قاری اجمل صاحب نے صدارت فرمائی۔ حاجی شبیر احمد مغل نے کانفرنس کی نگرانی کی۔ میاں محمد معصوم انصاری نے مہمانوں کا کارکنوں کے ساتھ استقبال کیا۔ جناب بھائی کوثر حلوائی نے تمام مہمانوں کی کھانے سے خوب تواضع کی اور حضرت پیر جی رضوان نفیس صاحب کے دعائیہ کلمات سے کانفرنس بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔

دین کی پاسداری ہماری بقا کی ضامن

حضرت مولانا محمد اجمل قاسمی مدظلہ

اس دنیائے فانی کو کسی کل قرار نہیں، یہاں ہر آن تغیر ہے، ہر لحظہ تبدیلی ہے، راحتیں کلفتوں میں تبدیل ہوتی ہیں، اور آزمائشیں کامرانیوں کی نوید بنتی ہیں، شر کے ہولناک اندھیروں کی جڑ سے خیر کے اجالے پھوٹتے ہیں، اور خیر کی بڑھتی روشنی پر شر کی سیاہی حاوی ہوجاتی ہے، کبھی عیش کی راحت بھری چھاؤں ہے، تو کبھی غم کی تپتی ہوئی دھوپ، اور انسانی زندگی ہے جو انہیں حالات کے درمیان جھول رہی ہے، راحتیں پیش آتی ہیں تو انسان اکڑتا اور اتراتا ہے، اور اسے اپنا حق قرار دیتا ہے اور پریشانیاں گھیرتی ہیں تو گھبراتا اور منتیں کرتا ہے اور بہت جلدی مایوس ہونے لگتا ہے:

”وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِن بَعْدِ ضَرَّاء مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّجِعْتُ إِلَى رَبِّي إِنَّ لِي عِندَهُ لَلْحُسْنَى فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ o وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَى بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاء عَرِيضٍ o“

(سورۂ فصلت:۴۹و۵۱)

ترجمہ: ”انسان کا حال یہ ہے کہ وہ بھلائی مانگنے سے نہیں تھکتا، اور اگر اسے کوئی برائی چھوجائے تو ایسا مایوس ہوجاتا ہے کہ ہر امید چھوڑ بیٹھتا ہے، اور جو تکلیف اسے پہنچی تھی اگر اس کے بعد ہم اسے اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ چکھادیں تو وہ لازماً یہ کہے گا کہ یہ میرا حق ہے۔“

دوسری آیت میں فرمایا: ”اور جب ہم انسان پر کوئی انعام کرتے ہیں تو وہ منہ موڑ لیتا ہے اور اپنا پہلو بدل لیتا ہے اور جب اسے کوئی برائی چھوجاتی ہے تو وہ لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے۔“

فرد کی زندگی میں بھی اتار چڑھاؤ ہے اور قوموں کی زندگی میں بھی نشیب وفراز ہے، کبھی قومیں بڑھتی اور چڑھتی ہیں اور کبھی رکتی اور سمٹتی ہیں، کبھی فتح کا پرچم لہراتی ہیں اور کبھی شکست وریخت سے دوچار ہوتی ہیں، اللہ کو یہی منظور ہے، یہی ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا، غزوۂ احد میں صحابہ کرامؓ کی شکست کا ذکر کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ نے اپنی اسی سنت کو بیان کیا ہے:

”اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِيْنَ۔“ (آل عمران:۱۴۰)

ترجمہ: ”اگر تمہیں ایک زخم لگا ہے تو (تمہارے دشمن) لوگوں کو بھی زخم پہلے لگ چکا ہے، یہ تو آتے جاتے دن ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان باری باری بدلتے رہتے ہیں اور (تمہاری شکست سے) یہ مقصد تھا کہ اللہ ایمان والوں کو جانچ لے، اور تم سے کچھ لوگوں کو شہید قرار دے اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔“

قوموں کو جب عروج نصیب ہوتا ہے تو ان کے لئے اپنے دین دھرم، تہذیب وکلچر، زبان وادب، علمی ورثے، تاریخی آثار اور قومی وملی تشخص کی حفاظت کوئی مسئلہ نہیں ہوتا، وہ اگر اس پہلو پر توجہ دیتی ہیں تو وہ ان چیزوں کی حفاظت کے ساتھ اس کو بآسانی فروغ بھی دیتی ہیں؛ بلکہ طاقت کے زور پر دوسری کمزور قوموں پر اپنی چیزوں کو تھوپنے پر بھی کامیاب ہوجاتی ہیں، انبیاء کے مخالفین نے ہمیشہ اپنے مذہب اور قومی عادات کو انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے ماننے والوں پر طاقت کے بل بوتے تھوپنے کی سرتوڑ کوششیں کی ہیں، کئی آیات میں یہ مضمون بیان ہوا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے:

”وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ۔“ (ابراہیم:۱۳)

ترجمہ: ”اور جن لوگوں نے کفر اپنا رکھا

تھا انہوں نے اپنے پیغمبروں سے کہا کہ ہم تمہیں اپنی سرزمین سے نکال کر رہیں گے یا (بصورت دیگر) تمہیں ہمارے دھرم میں واپس آنا پڑے گا، چنانچہ ان کے پروردگار نے ان پر وحی بھیجی کہ یقین رکھو ہم ان ظالموں کو ہلاک کردیں گے۔“

لیکن جب قومیں سیاسی اعتبار سے مغلوب، یا تعداد وسائل کے اعتبار سے کمزور اور محکومیت کی زنجیر کی وجہ سے بے بس ہوتی ہیں، جنہیں قرآن اپنے الفاظ میں ”مُستَضعَفُونَ فِی الاَرضِ“ کے الفاظ سے بیان کرتا ہے، تو پھر ایسی قوموں کے لئے مخالف ماحول میں اپنے وجود اور تشخص کو باقی رکھنا بڑا چیلنج ہوتا ہے، جن قوموں کے پاس اپنا کوئی مذہب اور کوئی فلسفۂ حیات نہیں ہوتا، یا اس طرح کے مخالف حالات سے نبرد آزما ہونے کا کوئی تجربہ نہیں ہوتا، وہ تو بہت جلد ہاتھ پاؤں ڈھیلے کرکے حالات سے صلح کرنے پر آمادہ ہوجاتی ہیں، اور حکمراں قوم کے رنگ میں ڈھل کر جلد ہی اپنے وجود وتشخص کو کھودیتی ہیں۔

مگر جن قوموں کے پاس اپنا کوئی مذہب، تہذیب اور فلسفۂ حیات ہوتا ہے، ان کی تاریخ میں مخالف حالات سے نبرد آزما ہونے کے کامیاب تجربوں کے نمونے ہوتے ہیں، ان کے دین میں ایسے حالات سے نمٹنے کے لئے رہنمایاں ہوتی ہیں، ایسی قومیں اپنی محکومیت و مغلوبیت کے زمانے میں طرح طرح کے نقصانات سے دوچار تو ضرور ہوتی ہے، ان کے بہت سے لوگ آزمائش کے بعض کٹھن موڑ پر ہمت ہار کر ساتھ چھوڑ بھی دیتے ہیں، بہت سے حصے ٹوٹ کر الگ بھی ہوجاتے ہیں؛ مگر وہ قومیں بحیثیت مجموعی اپنے وجود اور تشخص کی حفاظت میں بالآخر کامیاب ہوجاتی ہیں۔

یہود اپنی تاریخ کے طویل دور میں زبردست آزمائشوں اور سخت ترین غلامی کے دور سے گزرے ہیں، ان کی تاریخ کی دو بڑی تباہی کا ذکر خود قرآن میں اسراء کی آیت ۴ تا ۸ میں ہوا ہے، جن میں ایک تباہی ولادت مسیح سے پہلے اور دوسری ولادت مسیح کے بعد کی بتائی جاتی ہے، نزول قرآن کے بعد بھی یہودیوں کو مسلسل شکست وریخت اور نسل کشی کا سامنا کرنا پڑا ہے، ہٹلر کی نازی افواج کے ہاتھوں یہودیوں کی نسل کشی یہودیوں کی آزمائشی زنجیر کی ایک کڑی ہے؛ لیکن ان سب کے باوجود یہودیت زندہ رہی، مذہب اور مذہبی کتابوں سے ان کی وابستگی ہی اس حفاظت کا سب سے اہم ذریعہ رہی ہے۔

عیسائیت دنیا کے مختلف ملکوں میں اقلیت میں رہی اور محکومیت ومغلوبیت سے دوچار رہی؛ لیکن مذہبی رسومات سے وابستگی کی وجہ سے وہ ان ملکوں میں اپنے وجود کو بچانے میں کامیاب رہی۔

مسلمان بھی دنیا کے مختلف ملکوں میں محکومیت اور غلامی کے سخت ترین دور سے گزرے، تاتاریوں کے ہاتھوں دارالخلافہ بغداد کی وسیع آبادی کو تہِ تیغ کیا گیا، شہر کو نذر آتش کیا گیا، کتب خانے جلادئے گئے۔ اسپین میں مسلمانوں کا مکمل صفایا کرکے جارحیت کی بدترین مثال قائم کی گئی۔ مصطفیٰ کمال اتاترک کے ترکی اور سویت یونین کے زیر اقتدار وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں میں اسلام کو مٹانے کی کیا کچھ کوششیں نہیں ہوئیں، اسلام، قرآن، دینی علوم اور حد یہ ہے کہ عربی زبان تک سے بھی مسلمانوں کا رشتہ کاٹ دیا گیا، مسجدیں میوزیم میں تبدیل کردی گئیں، اسلامی سرگرمیاں یک لخت موقوف ہوگئیں، اور مدتوں فضا میں ایک سناٹا چھایا رہا؛ مگر ان سب کے باوجود مسلمانوں میں مسلمان ہونے کا شعور باقی رہا، گرچہ یہ شعور بعض مرحلوں میں اتنا کمزور اور مدھم ہوگیا کہ محسوس بھی نہیں کیا جاسکتا تھا؛ مگر اسلام سے وابستگی اور مسلمان ہونے کا یہی احساس انہیں دوبارہ اسلام کی طرف لانے میں معاون بنا؛ چنانچہ جیسے ہی جارحیت اور ظلم کے بادل چھنٹے، راکھ میں دبی ہوئی چنگاری شعلے میں تبدیل ہوگئی، اور ہر جگہ اسلام اور اسلامیت کے مناظر نظر آنے لگے، نئی نسلوں نے دین کی متاعِ گمشدہ کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر حاصل کرنا شروع کیا اور ایک اسلامی لہر وجود میں آگئی۔ اسپین جہاں مسلمانوں کا صفایا ہی کردیا گیا تھا، وہاں سے بھی اسلام کو ہمیشہ کے لئے نکالا نہ جاسکا؛ چنانچہ جب آمدورفت کے تیز رفتار وسائل پیدا ہوئے، سفری آسانیاں وجود میں آئیں، اور بین الاقوامی تجارت کو فروغ ہوا، تو معاش کی تلاش میں مسلمان ایک بار پھر اس خطے میں داخل ہوئے؛ چنانچہ آج اسپین میں مسلمانوں کی تعداد ایک ملین سے زائد ہے، ان کے دینی مدارس ہیں، مساجد کی تعداد بارہ ہزار سے زائد ہے۔

ہندستان میں اسلام مسلم تاجروں اور زیادہ تر صوفیائے کرام اور اولیاء اللہ کے ذریعے پھیلا، گرچہ یہاں مسلمانوں کی تعداد کافی ہوگئی اور صدیوں ان کی حکمرانی قائم رہی؛ مگر رہے وہ ہمیشہ اقلیت میں ہی اور اس دور حکمرانی میں بعض مرتبہ ان کے سامنے اپنے وجود وبقا کا مسئلہ ایک مہیب چیلنج کی شکل میں سامنے آیا، دور اکبری دین الٰہی کے نام سے ایک سرکاری دین کو جاری کیا گیا، جو ہندومت اور

عیسائیت کا آمیزہ تھا، اس نوایجاد مذہب کو سرکاری مشینری کے بل بوتے ملک کے عوام پر عموماً اور مسلمانوں پر خصوصاً نافذ کرنے کی کوشش کی گئی، دربار اور درباریوں میں یہ نیا دین ضرور نافذ کرلیا گیا؛ مگر عوام نے عموماً اس مذہب کو مسترد کردیا، صوفیاء کرام نے ان کے دلوں میں ایمان کے جو دیپ جلائے تھے وہی ان کے دین کی حفاظت کا سبب بنے۔

جب مسلمانوں کا اقتدار جاتا رہا تو ایک بار پھر اس ملک میں مسلمانوں کی بقا کا مسئلہ ایک ہولناک شکل میں سامنے آیا، اب یہاں اسلام اور مسلمانوں کے بقا کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں رہی کہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ اسلام سے جوڑنے کی کوشش کی جائے اور ان میں اسلامیت کے شعور کو زندہ اور تیز کیا جائے، مخلف بہی خواہان اسلام نے اس مقصد کے لئے مختلف کوشش کیں، جن میں دو بہت بنیادی کوششیں مدارس اسلامیہ اور تبلیغی جماعت ہیں، الحمدللہ! ان کے ذریعہ نہ صرف اس ملک میں اسلام اور مسلمان باقی رہے؛ بلکہ دینی شعور اور اسلامی احکام کی بجا آوری میں یہاں کے مسلمان دنیا کے بیشتر مسلم ممالک کے مسلم باشندوں سے بھی فائق نظر آتے ہیں، اس کے علاوہ ان دونوں ذرائع سے اسلام اور علوم اسلامیہ کی عالمی سطح پر جو بے نظیر خدمات انجام دی گئیں وہ اس پر مستزاد ہیں۔

مذہب کا قوموں کے وجود و بقا اور ان کے تشخص کی حفاظت میں بہت ہی بنیادی کردار ہے، اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے پاس ایک ایسا دین ہے جو دین فطرت ہے، سدا زندہ اور پائندہ ہے، اس کی تعلیمات اتنی سچی اتنی اچھی اور اتنی واضح اور روشن ہیں کہ اس کی رات بھی اس کے دن کی طرح اجالی ہے، مخالف حالات میں فکر و تشویش تو فطری ہے، مگر کوئی وجہ نہیں کہ ایسے عظیم و شاندار دین کا حامل حالات اور موج حوادث سے گھبرا کر مایوس ہونے لگے، یہ دین ہی ہماری زندگی کا ضامن ہے بس شرط یہ ہے کہ ہم اس کی حفاظت کے ضامن بنیں، وہ ہمارا بہترین پاسبان اور محافظ ہے شرط ہے کہ ہم اس کی پاسبانی اور حفاظت کی ذمہ داری کا حق ادا کریں، اس کی تعلیمات کو عام کریں، اس کے احکام اپنی زندگی میں لائیں، یہ دین اور دینی شعور جب تک امت میں قائم ہے، امت بھی ہے، ارشاد باری ہے:

’’یَا اَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا اِن تَنصُرُوا اللّٰہَ یَنصُرکُم وَیُثَبِّت اَقدَامَکُم۔‘‘

(محمد:۷)

ترجمہ: ’’اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا۔‘‘ (اللہ کی مدد سے مراد اس کے دین کی مدد کرنا ہے، ایمان والے جب اللہ کے دین کے حامی و مددگار ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کا ناصر و مددگار ہوگا، اور دشمنوں کے مقابلے میں ان کے قدم جمادے گا اور اپنی طاعت پر پختگی اور پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا)۔‘‘ (روح المعانی)

دین پر ثابت قدمی اور استقامت کی اہمیت

یوں تو ہر حال میں ہے؛ مگر جب امت مغلوبیت اور محکومیت کے دور سے گزر رہی رہو، اور اس کو اس کے دین و تہذیب سے ہٹانے کے لئے سرتوڑ کوششیں خفیہ اور علانیہ جاری ہوں، تو ایسے مخالف اور حوصلہ شکن حالات میں استقامت اور دین پر مضبوطی سے جمنے کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے، دین پر استقامت کے بغیر چیلنجز کے دور کو کامیابی سے عبور نہیں جاسکتا۔ مکہ مکرمہ میں جب اسلام سخت آزمائشی دور سے گزر رہا تھا، اور اہل اسلام کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے ظلم و بربریت کے ہر حربے آزمائے جارہے تھے، اس وقت ہدایت کے ان عظیم علمبرداروں کو جن کی تعداد مٹھی بھر بھی نہیں تھی مختلف انداز میں بار بار دین پر ثابت قدمی کے درس دیئے جاتے تھے۔ ایک موقع پر اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے کہا کہ اللہ نے تمہیں وہی دین دیا ہے جو نوح کو پھر ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو دیا گیا تھا اور ان سے اس دین کو قائم کرنے کا حکم دیا گیا تھا، اس تمہید کے بعد پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا:

’’فَلِذٰلِکَ فَادعُ وَاستَقِم کَمَا اُمِرتَ وَلَا تَتَّبِع اَھوَاءَ ھُم وَقُل آمَنتُ بِمَا اَنزَلَ اللّٰہُ مِن کِتَابٍ۔‘‘ (الشوریٰ:۱۵)

ترجمہ: ’’لہٰذا (اے پیغمبر یہ دین جس کی ان انبیاء کرام نے دعوت دی) تم بھی اسی کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے رہو، اور جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے (اس دین پر) جمے رہو، اور ان (مشرک) لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو اور کہہ دو کہ میں تو اس کتاب پر ایمان لایا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے۔‘‘

خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے: مگر سنانا درحقیقت ایمان والوں کو ہے، حکم میں زور پیدا کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا گیا ہے اور مزید زور پیدا کرنے کے لئے تمہید میں ان انبیاء کرام کا ذکر کیا گیا ہے جو مخالفت، دشمنی اور سازشوں کے بیچ دین کی دعوت دینے اور اس پر مضبوطی سے قائم رہنے میں انبیاء کی صف میں بھی

نمایاں مقام رکھتے ہیں، اس انداز بیان سے ایمان والوں کو مخالف ماحول میں دین پر جمنے کی اہمیت بھی معلوم ہوگی اور ہمت وحوصلہ بھی ملے گا۔ دوسری جگہ دورِ مکی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کو دین پر جمنے اور ظلم پیشہ مشرکین کے طریقوں سے پرہیز کرنے کا حکم پوری قوت سے دیا گیا، ارشاد ہے:

’’فَاستَقِم کَمَا اُمِرتَ وَمَن تَابَ مَعَکَ وَلاَ تَطغَوا اِنَّہٗ بِمَا تَعمَلُونَ بَصِیر وَلاَ تَرکَنُوا اِلَی الَّذِینَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ وَمَا لَکُم مِّن دُونِ اللّٰہِ مِن اَولِیَاء ثُمَّ لاَ تُنصَرُونَ۔‘‘ (ھود:۱۱۲-۱۱۳)

ترجمہ: ’’لہٰذا (اے پیغمبر!) جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے اس کے مطابق تم بھی سیدھے راستے پر ثابت قدم رہو، اور وہ لوگ بھی جو توبہ کر کے تمہارے ساتھ ہیں، اور حد سے آگے نہ نکلو، یقین رکھو کہ جو عمل بھی تم کرتے ہو وہ اسے پوری طرح دیکھتا ہے اور (اے مسلمانو!) ان ظالم لوگوں کی طرف ذرا بھی نہ جھکنا کبھی دوزخ کی آگ تمہیں بھی آ پکڑے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی قسم کے دوست میسر نہ آئیں، پھر تمہاری کوئی مدد بھی نہ کرے۔‘‘

مکی دور میں ہی توحید اور اس کے تقاضوں پر مضبوطی سے قائم رہنے پر ایمان والوں کو زبردست بشارتیں سنائی گئیں اور ان سے بڑے بڑے وعدے کئے گئے، چنانچہ فرمایا گیا:

’’اِنَّ الَّذِینَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ استَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَیھِمُ المَلاَئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوا وَلاَ تَحزَنُوا وَاَبشِرُوا بِالجَنَّۃِ الَّتِی کُنتُم تُوعَدُونَ، نَحنُ اَولِیَاؤُکُم فِی الحَیَاۃِ الدُّنیَا وَفِی الآخِرَۃِ وَلَکُم فِیھَا مَا تَشتَھِی اَنفُسُکُم وَلَکُم فِیھَا مَا تَدَّعُونَ، نُزُلاً مِّن غَفُورٍ رَّحِیمٍ۔‘‘

(حم السجدہ:۳۰-۳۲)

ترجمہ: ’’جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے تو ان پر بیشک فرشتے یہ کہتے ہوئے اتریں گے کہ نہ کوئی خوف دل میں لاؤ، نہ کسی بات کا غم کرو، اس جنت سے خوش ہوجاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، ہم دنیا والی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے، اور اس جنت میں ہر وہ چیز تمہارے ہی لئے ہے جس کو تمہارا دل چاہتا ہے، اور اس میں ہر وہ چیز تمہارے ہی لئے ہے جس کو تم منگوانا چاہو، یہ سب کچھ اس ذات کی طرف سے پہلی پہلی میزبانی ہے، جس کی بخشش بھی بہت ہے، اور رحمت بھی کامل ہے۔‘‘

جامع ترمذی میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پاک حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں اپنے دین پر مضبوطی سے جمنے والا ایسا ہوگا جیسے انگارے کو ہاتھ سے پکڑنے والا۔‘‘

(جامع الترمذی)

علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں، خلاصہ حسب ذیل ہے: ’’اس حدیث میں آگاہی بھی ہے اور رہنمائی بھی: آگاہی تو یہ ہے کہ آخر زمان میں شر وفتنے کے اسباب بہت بڑھ جائیں گے، اور دین کو مضبوطی سے تھامنے والے بہت تھوڑے رہ جائیں گے، اور اس تھوڑی سی تعداد کو بھی دشمنوں اور ظالموں کے جبر وتشدد، نیز شکوک و شبہات اور شہوتوں کے فتنوں کی بہتات کی وجہ سے دین پر چلنے میں سخت حالات اور مشکلات کا سامنا ہوگا۔ یہ تو ہوئی آگاہی، جہاں تک رہنمائی کا تعلق ہے تو اس حدیث میں امت کو پیغام دیا گیا ہے کہ اس قسم کے سخت حالات پیش آ کر رہیں گے، لہٰذا انہیں اس کے لئے ذہن بنانا چاہئے، اور دین کی پیروی کی راہ میں جو بھی پریشانی آئے ہمت اور استقامت کے ساتھ اس کو برداشت کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ جن لوگوں کو یہ حالات پیش آئیں وہ اگر مضبوطی اور پامردی سے دین پر ڈٹے رہیں گے، تو ان کا مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت بلند ہوگا۔‘‘ (بہجۃ القلوب الابرار، حدیث:۹۹)

آج امت سخت حالات ومسائل سے دوچار ہے، ہر روز فتنوں اور آزمائشوں کی نئی یلغار ہے، لوگ سہم کے سنبھل نہیں پاتے کہ کوئی نیا سانحہ یا المیہ دستک دے رہا ہوتا ہے، جو خوف ودہشت اور مایوسی وناامیدی کی کیفیت میں مزید اضافہ کر جاتا ہے، یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ مسلمان ایسے حالات کے لئے ذہنی طور پر تیار نہیں ہے، اس کی توقعات کچھ اور ہیں اور حالات اس کے بالکل برعکس اسے کچھ اور دکھاتے ہیں؛ حالاں کہ یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جنہیں پیش آنا ہی ہے، اللہ کے رسول نے خبر دی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر غلط نہیں ہوسکتی، لہٰذا ہمیں اپنی سوچ بدلنی ہوگی، ہمیں یہ تسلیم کر کے زندگی جینی ہوگی کہ ناگواریاں اور ناخوشگواریاں پیش آنی ہی ہیں، اور یہ طے کرنا ہوگا کہ زمانہ ہمارے سامنے کیسے ہی حالات کیوں نہ لائے، موج حوادث ہماری

راہوں میں کیسا ہی طوفان کیوں نہ برپا کرے ہمیں تو اللہ کے دین کو سینے سے لگائے رکھنا ہے اور ہر حال میں اس پر ثابت قدم رہنا ہے۔

سوچ وفکر کے بدلنے سے ہمارے عزائم بدلیں گے، ہمارے اندر صبر، استقامت اور قربانی کے جذبات پیدا ہوں گے، بزدلی اور پس ہمتی، بہادری اوالوالعزمی میں تبدیل ہوگی، اور ہماری راہ ہزار رکاوٹوں کے باوجود بھی آسان ہوتی چلی جائے گی، اور اسی ایمانی عزم وہمت کے ذریعے ان شاء اللہ! ہم آزمائشی دور کو سر کرنے میں کامیاب ہوں گے، ہمارا دین بھی سلامت رہے گا اور ہم بھی بحیثیت ایک امت باقی رہیں گے۔

دل کے عزم وارادہ کے ساتھ اللہ سے دین پر استقامت اور ثابت قدمی کی دعا بھی کرنی ہے، انسان ضعیف البنیان ہے، اس کے عزم ارادے بھی کمزور ہیں، پھر سب کچھ کرنے دھرنے اور کامیابی سے ہم کنار کرنے والی ذات اللہ کی ہے، اس کی توفیق وتائید کے بغیر ہماری ہر کوشش وسعی لاحاصل ہے، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اولوالعزم بندوں کی دعائیں نقل کرکے ہمیں دعا کی تعلیم دی ہے ارشاد ہے:

"قَالَ الَّذِینَ یَظُنُّونَ اَنَّھُم مُّلاَقُوا اللّٰہِ کَم مِّن فِئَۃٍ قَلِیلٍ غَلَبَت فِئَۃً کَثِیرَۃً بِاِذنِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ مَعَ الصَّابِرِینَ، وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِہٖ قَالُوا رَبَّنَا اَفرِغ عَلَینَا صَبرًا وَّثَبِّت اَقدَامَنَا وَانصُرنَا عَلَی القَومِ الکَافِرِینَ۔"

(بقرۃ:۲۴۹)

ترجمہ:"جن لوگوں کا ایمان تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جاملنے والے ہیں، انہوں نے کہا کہ نہ جانے کتنی چھوٹی جماعتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آئی ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ساتھی ہے جو صبر سے کام لیتے ہیں، اور جب یہ (ایمان والے تھوڑے سے) لوگ (دشمن کے نامور زور آور سپہ سالار) جالوت اور اس کے لشکروں کے آمنے سامنے ہوئے تو انہوں نے کہا: اے پروردگار! صبر واستقلال کی صفت ہم پر انڈیل دے، ہمیں ثابت قدمی بخش دے، اور ہمیں اس کافر قوم کے مقابلے میں فتح ونصرت عطا فرمادے۔"

یہ چند آیتیں پیش کی گئی ہیں، قرآن پاک میں ایسی آیتوں کی تعداد خاصی ہے جس میں مسلمانوں کو مشکل اور مخالف حالات میں دین کے دامن کو مضبوطی سے تھامنے کی تاکید مختلف انداز میں آئی ہے۔

گزشتہ تفصیلات سے یہ بات واضح ہوئی کہ بحیثیت امت اپنی بقا کے لئے اپنے دین اور دین داری کی حفاظت انتہائی اہم ہے، لہٰذا ہر ملی شعور اور دینی درد رکھنے والے کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی صلاحیت وحیثیت کے اعتبار سے اپنے دائرۂ اثر میں دین و دینداری کو عام کرنے کی کوشش کرے، اس فریضہ کو انجام دینے کے لئے پرانے وسائل کو بھی متحرک وفعال بنانا ہوگا، اور زمانہ نے ہمیں جو جدید وسائل دیئے ہیں ان کو بھی مثبت انداز میں بروئے کار لانا ہوگا، جس کا جو میدان ہے وہ اس میں کام کرے۔

ہماری بڑی کمزوری یہ ہے کہ ہم نے سارے ملی کاموں کی ذمہ داری چند تنظیموں، اداروں، تحریکوں اور چند شخصیات کو سونپ رکھی ہے، اور ساری توقعات انہیں سے قائم کرکے خود ایک طرف بیٹھ گئے ہیں، ہر چھوٹے بڑے کام کے لئے ہم انہیں کی طرف دیکھتے ہیں، مشورے دیتے ہیں، توقعات پوری نہ ہونے پر لعن طعن کرتے ہیں، اور خود کسی سطح پر اپنی کوئی ذمہ داری محسوس نہیں کرتے، بلاشبہ تنظیموں، بااثر اداروں اور شخصیات کی ذمہ داری عام لوگوں سے بہت زیادہ ہے؛ مگر کام بہت ہے، تنہا تنظیمیں اور بااثر ادارے انجام نہیں دے سکتے، ان کے وسائل بھی محدود ہیں، ضروری ہے کہ ہم میں ہر شخص اپنی ذمہ داری محسوس کرکے اپنا کردار ادا کرے، عام مسلمانوں میں دینداری پیدا کرنے کے لئے مسجد ایک بہت اہم پلیٹ فارم ہے، تیاری کے ساتھ جمعہ میں تقریریں کی جائیں، حالات اور ضرورت کے اعتبار سے صحیح دینی رہنمائی لوگوں کو پیش کی جائے، درس قرآن اور درس حدیث کے حلقے قائم کئے جائیں، رمضان میں مسائل کا حلقہ قائم کریں، گاؤں اور محلّہ کے جو بچے عصری اداروں میں تعلیم حاصل کررہے ہیں چھٹیوں میں ان کے لئے خصوصی اسلامک کورس کا اہتمام کریں، یہ کام تقریباً ہر عالم دین اپنے ساتھیوں کے تعاون سے انجام دے سکتا ہے۔ ہماری ایک بہت بڑی مصیبت یہ بھی ہے کہ ہم میں سے ہر کوئی ملکی پیمانے پر کوئی انقلاب لانا چاہتا ہے، حالاں کہ ایسا اس کے بس میں نہیں اور اپنے محلّہ اور بستی میں انقلاب لاسکتا ہے؛ مگر اس طرف توجہ نہیں، ہمیں حقیقت پسند بننا ہوگا اور اپنے اس غلط رویئے کو سدھارنا ہوگا۔ ہم عاجز وناتواں بندے اللہ تعالیٰ سے عافیت اور سلامتی کی دعا کرتے ہیں، ہر حال میں دین پر استقامت اور اسلام پر جینے اور مرنے کی توفیق کے طالب ہیں، اللہ تعالیٰ پوری امت کے حال پر رحم فرمائے اور اپنی مرضیات پر چلنا آسان کرے! آمین۔ ☆☆

تبلیغ دین کی ضرورت کیوں؟

مرنے کو مسلماں بھول گئے

پروفیسر عبدالواحد سجاد

مولانا محمد الیاسؒ کی ولادت مولانا محمد اسماعیل جھنجھانوی کے ہاں ۱۳۰۳ھ میں کاندھلہ میں ہوئی۔ آپ کے والد نے دو شادیاں کی تھیں، پہلی بیوی سے مولانا محمدؒ، دوسری بیوی سے مولانا محمد یحییٰؒ (والد ماجد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ) اور تیسرے سب سے چھوٹے صاحبزادے مولانا محمد الیاسؒ تھے۔ یہ خاندان کیا مرد، کیا خواتین ان کی عبادت گزاری، شب بیداری، ذکر واذکار، تلاوت قرآن کے قصے اور معمولات آج بیان کئے جائیں تو کسی کو یقین نہیں آئے گا۔ ان حضرات کا گھرانہ دین داری کا گہوارہ تھا اور پھر مولانا محمد الیاسؒ اور مولانا محمد زکریاؒ نے اپنی علمی دینی، روحانی خدمات اور خدمت خلق سے اس خاندان کی شہرت کو چار چاند لگادیئے۔

مولانا محمد الیاسؒ نے حفظ کی تکمیل اور ابتدائی کتب اپنے والد محترم اور کچھ مولانا حکیم محمد ابرارؒ بستی نظام الدین میں پڑھیں، پھر والد ماجد کی عدیم الفرصتی کی بنا پر بھائی مولانا محمد یحییٰ انہیں گنگوہ لے آئے، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی محبت سے فیضیاب ہوئے، پھر شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے حلقہ درس میں شامل ہوئے، درس نظامی کی تکمیل دارالعلوم دیوبند میں حضرت شیخ الہندؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرکے کی۔ دینی بے قراری کی جھلک دیکھ کر حضرت شیخ الہندؒ فرمایا کرتے کہ مولوی الیاسؒ کو دیکھ کر مجھے صحابہ کرام یاد آجاتے ہیں۔ ۱۳۲۸ھ میں مظاہر العلوم سہارن پور میں تدریسی فرائض انجام دینے شروع کئے۔ ۱۳۳۲ھ میں حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت سہارن پوریؒ کے ہمراہ حج کیا، آپ کے بھائیوں میں سے مولانا یحییٰ کا ۱۳۳۴ھ اور ۱۳۳۶ھ میں مولانا محمد کا

> ہر سال لاکھوں افراد رائے ونڈ کے اجتماع میں شرکت کرتے اور دنیا بھر کے لئے جماعتوں کی تشکیل ہوتی ہے۔ کورونا کے بعد غالباً یہ پہلا اجتماع تھا، جس میں پانچ لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی

انتقال ہوا تو والد شجر دینی کی آبیاری کے لئے نظام الدین آگئے، میوقوم کی جہالت اور بے دینی اس حد تک تھی کہ ارتداد ہی کا ایک درجہ رہ گیا تھا، اور اس میں ایسے منہمک ہوئے کہ اسے اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا، مکاتب قائم کئے اور ۱۳۴۵ھ میں تبلیغی گشت کو جس کا آغاز انہوں نے سفر حج کے بعد کردیا تھا جماعتی شکل دی اور پھر ان کی زندگی میں ہی جماعتوں کی ترتیب بنی اور کام کو ان کے اخلاص کے باعث بے پناہ وسعت ملی اور یہ کام ہندوستان بھر میں آپ کی زندگی میں ہی پھیل گیا پھر اسے عالمی سطح پر ایسی پذیرائی ملی کہ دنیا کے ہر گوشے میں تبلیغی جماعتیں اشاعت دین کے لئے پہنچیں، کثرت اسفار نے اور آرام نہ ہونے کے سبب صحت گر گئی اور داعی اجل کو لبیک کہا (۱۳۶۳ھ) لیکن اس سے قبل مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ اور شیخ الحدیثؒ کی مشاورت سے مولانا محمد یوسف کاندھلوی کو اپنا کام سونپ چکے تھے۔ اس کام میں نشیب وفراز آتے رہے مگر یہ سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا، ہر سال لاکھوں افراد رائے ونڈ کے اجتماع میں شرکت کرتے اور دنیا بھر کے لئے جماعتوں کی تشکیل ہوتی ہے۔ کورونا کے بعد غالباً یہ پہلا اجتماع تھا جس میں پانچ لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ یہ پہلا حصہ تھا۔ مجھے جب بھی موقع ملتا رہا اس اجتماع کی روحانیت سے فیض یاب ہوتا رہا۔ اس بار مولانا جمال الدین علوی، قاری محمد اسماعیل رحمانی کے ہمراہ راقم الحروف کو اجتماع میں شرکت کا موقع ملا۔ اس دوران دو خطاب سننے کا ہفتہ کی شام کو موقع ملا، جس میں سے ایک مقرر مولانا محمد ابراہیم

(انڈیا) تھے، انہوں نے آج کے مسلمانوں کی زبوں حالی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا:

”آج کے مسلمان کی ایمانی کمزوری کے سبب بے دینی پھیل رہی ہے۔ ماحول ناسازگار ہوتا جارہا ہے۔ اولادیں نافرمان، فراوانی رزق کے باوجود مخلوق خدا پریشان اور دربدر کی ٹھوکریں کھارہی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ رب کو چھوڑ کر اسباب پر یقین کرنا ہے۔ اسی لئے ہم دنیا کے آگے جھک رہے ہیں اور خالق سے دوری نے مصائب و آلام کے دروازے کھول رکھے ہیں۔ دین کے تقاضوں کو پورا کئے بغیر اللہ کے قرب کا حصول ناممکن ہے، اللہ کا بندہ بن کر جینے سے ہی آج کے بیمار مسلمان کی بیماریاں دور ہوسکتی ہیں۔ امت کی نجات وفلاح کا ایک یہی راستہ ہے کہ وہ دین کی طرف پلٹ آئے، امت کے مسائل کا آسان حل نبوی تعلیمات کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے، اس لئے اللہ سے تعلق استوار کرنا اور مخلوق خدا کی خیرخواہی کی تڑپ پیدا کرنا ہوگی، ایمان ویقین کی دولت کو عام کرنا ہوگا، تاجر اپنی تجارت، کسان اپنی زراعت اور ملازم اپنی ملازمت شریعت کے مطابق کرے تو اللہ رب العزت کے انعامات کی برسات ہوگی اور زندگی آسان ہوجائے گی، جسمانی نظام کے لئے آج ہم خود کو وقف کئے ہوئے ہیں لیکن روح کے بغیر جسم کی حیثیت کیا ہے؟ روح ہی کے باعث جسم کے تمام اعضاء آپس میں جڑے ہوئے ہیں اور ہر ایک دوسرے کو فائدہ پہنچارہا ہے، مگر ہم روح کی ضروریات سے پہلوتہی اختیار کئے ہوئے ہیں، خواہشات کو ترک کئے بغیر روحانی نظام کی ترقی ممکن نہیں، روحانی نظام کی بالیدگی ہی اطاعت واتباع کے دروازے کھولتی اور فوز و فلاح کی جانب گامزن کرتی ہے، پھر اس نظام کی برکت سے اولاد ماں باپ کی اطاعت، بیوی خاوند کی خدمت اور مخلوق خدا باہمی محبت اللہ کا حکم سمجھ کر کرے گی اور معاشرہ از سرنو امن کا گہوارہ بن جائے گا، دنیا کا دارالامتحان ختم ہوگا تو آخرت کی دائمی نعمتیں مسلمان کا مقدر ٹھہریں گی۔“

> **نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے صدقے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہم سب کی ذمہ داری ہے، اسی پر اسلام کا دارومدار ہے، یہی جنت کی کنجی ہے**

رائے ونڈ اجتماع کے پہلے مرحلے کی آخری نشست سے مولانا خورشید نے خطاب کیا، انہوں نے کہا کہ: ”امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس امت کا بنیادی فریضہ ہے، ایسا نہ ہو کہ فرامین نبوی کے مطابق ایسا وقت آجائے کہ اس اہم فرض کو ترک کرنے پر ہماری دعائیں قبول نہ ہوں، ہم اطاعت کرنے والے بنیں، اللہ کے احکامات کے باغی نہ بنیں، من چاہی کی بجائے رب چاہی زندگی اپنا کر ہی ہم سرخرو ہوسکتے ہیں، تبلیغی جماعت کا بنیادی کام ہر مسلمان کو کلمے پر لگانا اور کلمے کو دلوں پر نقش کرنا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے صدقے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ اسی پر اسلام کا دارومدار ہے، یہی جنت کی کنجی ہے۔“

اجتماع کے اختتام سے قبل انڈیا سے آئے ہوئے مولانا محمد ابراہیم نے مختصر مگر پُراثر دعا کرائی اور لوگ آنسو بہا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے نظر آئے۔ اللہ ہم سب کے حال پر رحم فرمائے اور دین سے بے اعتنائی کا جو سلسلہ چل نکلا ہے اس سے امت کو واپس لا کر ایک بار پھر اس امت کو جادۂ حق پر ڈال دے اور صداقت وعدالت اور شجاعت کا بھولا ہوا سبق یاد دلا کر اسے امامت کے منصب کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین! بانی تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاسؒ نے مسلمانوں میں مسلمان ہونے کا جو احساس پیدا کیا اس کے لئے انہوں نے دین سیکھنے سکھانے کا عمل شروع کیا تو وہ بے حسی کم ہوگئی، آج یہ عمومی مرض پہلے سے زیادہ شدت سے لوٹ آیا ہے اور ساتھ ہی بے قلبی کی بھی فضا ہے، ارشاد واصلاح میں دائرہ صرف طالبین تک محدود ہونے سے ابلاغ وتبلیغ کا عمل محدود ہوتا جارہا ہے جس کی وجہ سے عوام الناس کلمہ طیبہ سے ناآشنا ہورہے ہیں، باقی مراحل تو اس کے بعد ہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ دین کے لئے تبلیغی نہج پر پھر سے تحرک ہو اور بھولا ہوا سبق یاد آجائے، کیونکہ اس وقت عالم یہ ہے کہ:

منہ دیکھ لیا آئینے میں، پر داغ نہ دیکھا سینے میں
دل ایسا لگایا جینے میں، مرنے کو مسلماں بھول گئے

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۰؍نومبر ۲۰۲۱ء)

صحابہ کرامؓ سے محبت دینِ حق کی خشتِ اول ہے!

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

آغازِ اسلام ہی سے امت کے درمیان ایک طبقہ ایسا رہا ہے جو اختلاف کو عام کرنے، نفرتوں کو پھیلانے اور شورشوں کو ہوا دینے میں یہود بے بہبود کے قدم بہ قدم، منافقین کی روش پر اپنی سازشی کارروائیوں میں مصروف و مشغول ہے۔ ''بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا'' کے عین مصداق اس ذہنیت کے حامل لوگ اکثر اپنی اوقات بھول جاتے ہیں اور ان بلند پایہ ہستیوں کے خلاف زبان طعن دراز کرنے لگتے ہیں؛ جن پر تنقید ماہتابِ نیم شب پر تھوکنے کے مترادف ہے، دورانِ طعن انہیں یہ تک سوچنے کا موقع نہیں ملتا کہ ہم جن کی شان میں دریدہ دہنی کررہے ہیں عنداللہ ان کا کیا مقام ومرتبہ ہے؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تعلق سے امت کو کیا ہدایت فرمائی ہے؟ خود دین کی بنیادوں کو استوار رکھنے میں ان کا کیا کچھ اساسی کردار رہا ہے؟ جو کتابِ ہدایت کے اولین مخاطبین، علوم رسالت کے طالبین صادقین، دین حنیف کے جاں باز محافظین اور ساری امت کے لئے رہنمائے کاملین ہیں، جنہیں امت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عظیم لقب سے یاد کرتی ہے۔

حال ہی میں سوشل میڈیا کے ذریعہ ایک ویڈیو وائرل ہوتی نظر آئی؛ جس میں ایک مخصوص فرقے سے تعلق رکھنے والے نام نہاد پیشوا، اپنی مجلس خاص میں حواریین کے درمیان بیٹھ کر نام بہ نام صحابۂ کرام کو ہدف ملامت بنا رہے تھے، ان پر طعن وتشنیع کررہے تھے بالخصوص خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، اماں جان سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور کاتب وحی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مستقل لعنت بھیج رہے تھے۔ (اللہ کی پناہ نہ ان کے الفاظ یہاں بعینہ نقل کئے جاسکتے ہیں اور نہ ہی ان کو ذکر کرنا مقصود ہے) بات صرف اتنی ہے کہ فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کرنے والے ان افراد کے خلاف فرد جرم عائد ہونا چاہئے، انہیں کیفرِ کردار تک پہنچانا چاہئے اور سخت سے سخت سزا دے کر دوسروں کے لئے عبرت و موعظت کا سامان بنانا چاہئے۔ جوں ہی سوشل میڈیا پر یہ ویڈیو نشر ہوئی، مسلمانوں میں اضطراب و بے چینی کا ماحول بن گیا، مختلف علاقوں میں اس گستاخ صحابہ کے خلاف کیس درج کروایا گیا، قانونی دائرہ میں احتجاج بھی کیا گیا اور علماء امت نے اپنے بیانات کے ذریعہ اس کی سخت مذمت بھی فرمائی۔

سردست موجودہ حالات کے تناظر میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تعلق سے اہل سنت والجماعت کا متفقہ موقف پیش کرنا قرین قیاس معلوم ہوتا ہے، اس لئے ذیل میں اس حوالے سے کچھ ضروری باتیں درج کی جارہی ہیں، مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ ان کا بہ غور مطالعہ کریں اور قلب و دماغ میں صحابہ کرامؓ کی عظمت، ان کی حجیت، ان کی رفعت، ان کا مقام و مرتبہ اچھی طرح راسخ کرلیں!

عقیدۂ اہل سنت:

حضراتِ صحابہ کرامؓ سے محبت وعقیدت اہل سنت والجماعت کے نزدیک اصول ایمان میں سے ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد انسانوں میں جس جماعت کو اللہ رب العزت کے یہاں سب سے زیادہ قرب حاصل ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ کی مقدس و بابرکت جماعت ہے؛ جس جماعت کا ہر ہر فرد صلاح و تقویٰ، اخلاص وللّٰہیت اور زہد و اطاعت سے آراستہ ومزین ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معاونت و نصرت اور دین کی دعوت واشاعت کے لئے منتخب فرمایا اور ان ہی کے طفیل دین اسلام بھرپور حفاظت وصیانت کے ساتھ بلاتحریف وترمیم اگلی نسلوں تک پہنچا۔ اگر یہ منتخب گروہ نہ ہوتا تو اسلامی شریعت بھی یہودیت ومسیحیت کی طرح تحریف کا شکار ہوجاتی؛ اسی لئے نبی علیہ السلام نے ان سے محبت کو اپنی ذات اقدس سے محبت کا معیار قرار دیا اور یوں فرمایا: خدارا! میرے صحابہؓ کے سلسلہ میں اللہ سے ڈرتے رہو، ان کو میری وفات کے بعد

ہرگز ہدفِ تنقید مت بناؤ! جو کوئی ان سے محبت کرے گا تو وہ مجھ سے محبت کی دلیل ہوگی اور جو کوئی ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض کی بنیاد پر (ان سے بغض) رکھے گا۔ (ترمذی)

اسی طرح حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ستارے آسمان کے لئے باعثِ امن ہیں، جب وہ غائب ہو جائیں، تو آسمان پر وہ مصیبت آجائے گی، جس کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے اور میں، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے امن کا باعث ہوں، جب میں چلا جاؤں گا؛ تو ان کو وہ مصیبت پیش آئے گی، جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میری امت کے لئے باعث امن ہیں، جب وہ چلے جائیں؛ تو امت پر وہ مصائب پیش آئیں گے، جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم)

ان سب فضیلتوں کے علی الرغم اگر کوئی شخص صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی صلاحیت و راست گوئی اور دیانت وامانت داری کے حوالے سے شک وشبہ کا اظہار کرتا ہے تو دراصل وہ قرآن وسنت کی حقانیت پر طعن کرتا ہے اور ان مآخذ و منابع کو مشکوک بنانے کی کوشش کرتا ہے جو صحابہ کرامؓ کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں۔ حضرت مصعب بن سعد نے سچ ہی فرمایا کہ امت کے تمام مسلمان تین درجوں میں منقسم ہیں، جن میں سے دو درجے تو گزر چکے یعنی مہاجرین وانصار، اب صرف ایک درجہ باقی رہ گیا، یعنی وہ جو صحابہ کرامؓ سے محبت رکھے، ان کی عظمت پہچانے، اب اگر تمہیں امت میں کوئی جگہ حاصل کرنی ہے تو اسی تیسرے درجہ میں داخل ہو جاؤ۔

صحابہ معیارِ حق ہیں!

صحابہ کے مستند و معیارِ حق ہونے پر اس سے بڑی کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ اللہ پاک نے انہیں دنیا ہی میں اپنی رضا کا پروانہ عطا فرما دیا اور جنت و مغفرت کی بشارت سنادی، چند آیتوں کے ترجمے ملاحظہ فرمائیں!

ارشاد ربانی ہے: ’’بے شک اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، سو جو (جذبۂ صدق ووفا) ان کے دلوں میں تھا اللہ نے معلوم کر لیا تو اللہ نے ان (کے دلوں) پر خاص تسکین نازل فرمائی اور انہیں ایک بہت ہی قریب فتحِ خیبر کا انعام عطا کیا۔‘‘ (الفتح:۱۸)

ایک اور موقع پر فرمایا: ’’لیکن رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں اور انہی لوگوں کے لئے سب بھلائیاں ہیں اور وہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنتیں تیار فرما رکھی ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔‘‘ (التوبہ:۸۸،۸۹)

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمانِ الٰہی ہے: ’’اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (راہِ خدا میں گھر بار اور وطن قربان کر دینے والوں کو) جگہ دی اور (ان کی) مدد کی، وہی لوگ حقیقت میں سچے مسلمان ہیں، ان ہی کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔‘‘ (الانفال:۷۴)

سورۃ النساء کی آیت ۱۱۰ کا مطالعہ کیجئے!

اللہ پاک فرماتے ہیں: ’’اور جو شخص اپنے سامنے ہدایت واضح ہونے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستے کے سوا کسی اور راستے کی پیروی کرے، اس کو ہم اسی راہ کے حوالے کر دیں گے جو اس نے خود اپنائی ہے اور اسے دوزخ میں جھونکیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔‘‘

تمام مفسرین کی اس بات پر اتفاق ہے کہ ’’غیر سبیل المؤمنین‘‘ سے صحابہ کرامؓ کی جماعت مراد ہے۔ اس آیت کی روشنی میں وہ لوگ اندازہ لگائیں جو صحابہ کرامؓ کی عظمت ان کے وقار، ان کی دینِ متین سے وابستگی اور تعلق کو کالعدم قرار دیتے ہیں، دین کے راستے میں ان کی کاوشوں اور محنتوں کے منکر ہیں، ان کی زندگی ان کو مکمل معیار نظر نہیں آتا ان کا اعتراف ان کے حلق سے نہیں اترتا، وہ خود اپنا انجام سوچ سکتے ہیں؛ کیونکہ صحابہ کرام کی عظمت ومحبت، ان کے طریقے سے اعراض وروگردانی، ضلالت وگمراہی کا پیش خیمہ ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور اگر وہ اپنے دل میں ان کی طرف سے کینہ رکھتا ہے تو وہ دراصل شیطان کا پیرو ہے کیونکہ وہ اللہ کے برگزیدہ بندوں اور امت محمدیہ کے بہترین طبقہ کے خلاف اپنے دل میں دشمنی رکھتا ہے۔ اگر وہ مرنے سے پہلے اپنی اس روش سے توبہ نہیں کرتا تو حقیقت یہ ہے کہ اس کا خاتمہ بالخیر نہیں ہے؛ کیونکہ صحابہ کرام اسلام کی ایسی بیش قیمت اور زریں زنجیر ہیں کہ اگر اس کے ایک حلقہ (کڑی) کو بھی جدا کر دیا جائے تو معلوم ہے کیا ہوگا؟ ہمارا سارا دین غیر مستند قرار پائے گا، ہمارا علمی تفوق و بالادستی اور اسلامی تہذیب وتمدن کا سارا ذخیرہ ملیا میٹ ہو کر رہ

جائے گا۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کا ایک اقتباس ذکر کرنا مناسب ہے جو بڑی اہمیت کا حامل ہے:

’’صحابہ کرام ایمان کی کھیتی، نبوت کی فصل، دعوت اسلامی کا ثمر اور رسالت محمدیہ کا عظیم الشان کارنامہ ہیں، ان کی سیرت و اخلاق میں جو حسن نظر آتا ہے وہ نبوت محمدی کی جلوہ سامانیوں کا پرتو ہے، ان سے زیادہ عظیم الشان اور تابناک تاریخ کسی دوسرے طبقہ کی ملنی مشکل ہے۔‘‘

گستاخِ صحابہ موجب لعنت ہے:

ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند کرلیا اور میرے لئے میرے صحابہ کو چن لیا، پھر ان میں میرے وزیر و مددگار اور سسر بنائے، پس جو ان کو برا بھلا کہے، اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اس سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ فرض قبول کرے گا نہ نفل۔‘‘ (مستدرک حاکم)

ایک اور موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے تعلق سے بُرا بھلا کہنے سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: جب بھی میرے صحابہ کے بارے میں بات ہو رہی ہو تو خاموش رہو، جب بھی ستاروں سے متعلق بات ہو رہی ہو تو خاموش رہو، اور جب بھی تقدیر سے متعلق بات ہو رہی ہو تو خاموش رہو۔‘‘ (صحیح الجامع)

مزید فرمایا: ’’جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں اور انہیں ہدف تنقید بناتے ہیں تو ان سے کہو تم میں سے جو برا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔‘‘ (ترمذی)

اس لئے علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’جو شخص حضرات ِصحابہ رضی اللہ عنہم پر طعن کرتا یا ان پر سب و شتم کرتا ہے؛ وہ دین سے خارج اور ملتِ اسلام سے الگ ہے؛ کیوں کہ ان پر طعن کرنا صرف اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ان کے حق میں برائیوں کا اعتقاد ہو اور دل میں ان سے بغض پوشیدہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کی جو تعریف کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جو فضیلت و بڑائی بیان کی ہے، اس سے انکار ہو، پھر صحابہ ٔ کرام رضی اللہ عنہم چوں کہ دین کے پہنچانے والے اور اس کا بہترین ذریعہ و وسیلہ ہیں؛ اس لئے ان پر طعن کرنا گویا اصل (دین) پر طعن کرنا ہے اور ناقل ومنقول کی توہین کرنا ہے۔‘‘ (الکبائر)

نیز امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: واضح اور آشکار مسائل میں سے ایک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تمام خوبیوں کو بیان کرنا، ان کی غلطیوں اور آپس کے اختلافات کو بیان کرنے سے گریز کرنا ہے۔ لہٰذا جو شخص کسی بھی صحابی کی شان میں گستاخی کرے، برا بھلا کہے اور طعنہ زنی کرے یا کسی صحابی کی عیب جوئی کرے تو وہ شخص بدعتی، ناپاک، رافضی او اہل سنت کا مخالف ہے۔ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) نہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا نہ کوئی فدیہ و کفارہ اس کی جان چھڑا سکے گا۔

اس کے برعکس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے محبت سنت اور ضروری ہے، ان کے لئے نیک دعا کرنا قربِ الٰہی کا باعث ہے۔ ان کی پیروی باعث نجات ہے اور ان کی راہ پر چلنا فضیلت شمار ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ سب سے اچھے لوگ تھے، کسی انسان کے لئے مناسب نہیں کہ انہیں گالیاں دے یا عیب جوئی کر کے ان کی شان میں گستاخی کرے اور انہیں گندی زبان سے یاد کرے۔ (کتاب السُّنَّۃ)

خلاصۂ کلام:

آج ملت کا شیرازہ مختلف جماعتوں، فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہو کر ملتِ واحدہ کی شناخت کھو چکا ہے، ہر جماعت خود کو برحق، ہر فرقہ خود کو صحیح اور ہر گروہ خود کو جنتی باور کروا رہا ہے ایسے میں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسے جنتی قرار دیتے ہیں؟ اور کس کی پیروی میں جہنم سے نجات کا پروانہ عطا فرماتے ہیں؟

چناں چہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ’’میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، سوائے ایک جماعت کے سب دوزخ میں جائیں گے، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول وہ کون سا گروہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ جماعت ہوگی جو اس راستے پر چلے گی جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔‘‘ (ترمذی)

اس حدیث میں یہ اشارہ بھی ہے کہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طریق صحابہ رضی اللہ عنہم بھی قیامت تک محفوظ رہے گا، کیونکہ جو چیز محفوظ نہ ہو وہ قیامت تک نجات پانے والے گروہ کی نشانی کیسے بن سکتی ہے؟ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد آنے والے اسلاف کی پیروی کی تلقین فرمائی ہے۔ اسی طرح نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تم میرے بعد شدید اختلاف دیکھو گے! اس وقت تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء

راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا۔ اس پر مضبوطی سے جمے رہنا، دین میں نئے پیدا ہونے والے امور سے اپنے آپ کو بچا کر رکھنا کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔‘‘(ابن ماجہ)معلوم ہوا،فتنوں کے ظہور کے وقت بچاؤ صرف اور صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین کی سنت اختیار کرنے میں ہے۔

دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں باہمی انتشار سے بچتے ہوئے اللہ، اس کے رسول اور صحابہؓ کرامؓ کی اتباع کرنے اور شریعت کے تمام امور پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔☆☆

قرآن وسنت کے احکام اور ہمارا عدالتی نظام

روزنامہ دنیا گوجرانوالہ ۲۷؍اکتوبر ۲۰۲۱ء کی ایک خبر ملاحظہ فرمائیں:

’’جسٹس فائز عیسیٰ نے سوات میں جائیداد کی تقسیم سے متعلق کیس میں ریمارکس دیے ہیں کہ کوئی عدالت یا جرگہ وراثتی جائیداد کی تقسیم کے شرعی قانون کو تبدیل نہیں کرسکتی۔ جسٹس قاضی فائز عیسیٰ اور جسٹس یحییٰ آفریدی پر مشتمل دو رکنی بنچ نے کیس کی سماعت کی، دوران سماعت جسٹس قاضی فائز عیسیٰ کا کہنا تھا کہ جرگے کے فیصلے کے ذریعے دین الٰہی کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا، جائیداد کی تقسیم سے متعلق دستاویزات پر سات سالہ بچے کے انگوٹھے کا نشان لگایا گیا، ایسی دستاویزات کے ذریعے قانون کی دھجیاں اڑائی گئیں، پاکستان میں سچ بولنے کے حالات کا سب کو علم ہے۔ جسٹس قاضی فائز عیسیٰ نے درخواست گزار کے وکیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا جس علاقے کی زمینی حقیقت کی آپ بات کررہے ہیں وہاں تو عورت کو انسان ہی نہیں سمجھا جاتا، زمینی حقائق دیکھتے دیکھتے فوجی آمروں نے ملک میں مارشل لاء لگادیئے۔ فاضل جج نے کہا کہ سعودی عرب میں جائیداد کی تقسیم کا فیصلہ ایک دن میں ہوتا ہے، پاکستان میں جائیداد کی تقسیم کا فیصلہ ہوتے ہوتے چالیس سال لگ جاتے ہیں، جائیداد کی تقسیم کا اصول ساڑھے چودہ سوسال پہلے طے ہو چکا ہے۔ این، این، آئی کے مطابق عدالت نے سوات کے حبیب اللہ مرحوم کی جائیداد کو تمام قانونی ورثاء کے مابین شرعی اصول کے مطابق تقسیم کرنے کا حکم دیا اور جائیداد کی تقسیم سے متعلق نچلی عدالتوں کے تینوں فیصلے کالعدم قرار دے دیئے۔‘‘

یہ خبر خود کو بار بار پڑھنے کا تقاضہ کررہی ہے اور ہمارے ملک میں عدالتی نظام عورتوں کی مظلومیت اور شرعی احکام کو نظر انداز کرنے یا تبدیل کرنے کے حوالہ سے معروضی صورتحال کی عکاسی کرتی ہے۔ ہم نے قیام پاکستان کے وقت قرآن و سنت کی عملداری اور شرعی قوانین کے نفاذ کا فیصلہ بڑے جوش وجذبہ کے ساتھ کیا تھا مگر اس کے لئے معاشرتی ماحول کو تیار کرنے اور عدالتی نظام کو اس کے تقاضوں کے مطابق از سر نو تشکیل دینے کا کام ابھی تک ہم نہیں کرپائے۔ بلکہ برطانوی دور کا وہی نوآبادیاتی جوڈیشری سسٹم ہمارے ہاں بدستور مصروف کار ہے اور ہم اس میں وقتاً فوقتاً چھوٹے چھوٹے جوڑ لگانے کے علاوہ اس کے بنیادی ڈھانچے میں کوئی تبدیلی نہیں کرسکے۔ فاضل جج نے اپنے ریمارکس میں سعودی عرب میں جائیداد کی تقسیم کا معاملہ ایک دن میں طے ہونے کا ذکر کیا ہے اور پاکستان میں ایسے معاملات میں چالیس چالیس سال گزر جانے کی شکایت کی ہے جو درست اور زمینی حقائق کے مطابق ہے۔ مگر اس کے ساتھ اس وضاحت کی بھی ضرورت ہے کہ سعودی عرب کا عدالتی نظام اسلامی اصولوں کے مطابق شرعی احکام وقوانین کے نفاذ کی ذمہ داری کے ماحول میں تشکیل دیا گیا ہے، جس کے باعث نہ صرف مقدمات کے بروقت اور جلد فیصلے ہوتے ہیں بلکہ جرائم اور لاقانونیت کی شرح بھی دوسرے ممالک کی بہ نسبت بہت کم ہے۔ چونکہ وہاں قضا کا نظام ہے اور قرآن وسنت کو بنیادی قانون کی حیثیت حاصل ہے اس لئے وہاں کے عدالتی نظام کا حوالہ دینے کی ایسے ہر موقع پر خود ہمیں بار بار ضرورت پیش آتی ہے۔

اسی طرح جسٹس موصوف کا یہ ارشاد بھی پوری قوم کی خصوصی توجہ کا طالب ہے کہ کوئی جرگہ یا عدالت شرعی قوانین میں ردوبدل کی مجاز نہیں ہے اور شرعی احکام و قوانین وہی ہیں جو ساڑھے چودہ سوسال قبل طے ہوچکے ہیں۔ جبکہ ہمارے ہاں قیام پاکستان کے بعد سے مسلسل یہ تگ و دو جاری ہے کہ کسی نہ کسی طرح شرعی قوانین اور قرآن وسنت کے احکام کو آج کے عالمی ماحول، ہمارے علاقائی رجحانات اور طبقاتی مفادات کے سانچے میں ڈھال لیا جائے۔ اس کے لئے بین الاقوامی معاہدات کے تحت ہونے والی مسلسل قانون سازی کے علاوہ کم وبیش ہر طبقہ کے کچھ دانشوروں کی طرف سے قرآن وسنت کے قوانین کی تعبیر نو اور بے جا تاویلات وتحریفات کی مشق بھی اسلامی قوانین کی ’’ویسٹرنائزیشن‘‘ کی مہم کا حصہ ہے جس کی طرف راسخ العقیدہ مسلمان دانشوروں کو زیادہ توجہ دینی چاہئے۔

اس کے ساتھ ہی عورت کی مظلومیت کا مسئلہ بھی بطور خاص لائق توجہ ہے کیونکہ ہمارے ہاں عورت ایک طرف مغرب کی مادر پدر آزاد ثقافت کی زد میں ہے اور دوسری طرف علاقائی روایات ورواجات اور قبائلی تقاضوں نے اس مظلوم طبقہ کے گرد پابندیوں اور قدغنوں کا حصار قائم کررکھا ہے جس سے عورت کو ان دونوں انتہاؤں سے نجات دلا کر اسلامی تعلیمات اور خلافت راشدہ کے ماحول کے مطابق فطری آزادی اور حقوق سے بہرہ ور کرنے کا کام بھی ہمارے ہاں ابھی تشنہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان اہم امور کے حوالہ سے اپنے فرائض صحیح طور پر سرانجام دینے کی توفیق سے نوازیں، آمین یارب العالمین۔ (مولانا محمد زاہد الراشدی مدظلہ)

ریاض احمد گوہر شاہی کے

عقائد ونظریات پر ایک نظر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

یہ فتنوں کا زمانہ ہے، آئے روز ایک نیا فتنہ اور فتنہ پرور نمودار ہوتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا چودہ سو سال پہلے انہی حالات کی پیشین گوئی فرمادی تھی کہ:

''ان تاریک فتنوں کی آمد سے پہلے پہلے نیک اعمال کرلو، جو اندھیری رات کی تہہ بہ تہہ تاریکیوں کے مثل ہوں گے! آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر، آدمی دنیا کے چند ٹکوں کے بدلے اپنا دین بیچتا پھرے گا۔''

(صحیح مسلم، ج:۱، ص:۷۵)

آج حالات یہ ہیں کہ ہمارا پیارا ملک پاکستان فتنوں اور فتنہ پروروں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے، ایک فتنہ ختم نہیں ہوتا کہ دوسرا فتنہ سر اٹھالیتا ہے، ابھی وہ فتنہ نہیں دبتا کہ نیا فتنہ منہ کھولے کھڑا ہوتا ہے۔ مسلمان جانتے ہیں کہ اس ملک میں پرویزیت، بہائیت، قادیانیت جیسے ایمان کش فتنے پہلے سے موجود تھے کہ اب گوہر شاہی کا فتنہ بھی اپنے کفریہ عقائد کا زہر امت مسلمہ کے وجود میں پھیلانے لگا ہے۔

اس فتنہ کا بانی ریاض احمد گوہر شاہی ہے، جو نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دوسرے شعائر اسلام کا انکار کرتا ہے، اسی طرح نجات آخرت کے لئے دین وایمان اور اسلام کی ضرورت کا انکار کرتا ہے، اپنے بارہ میں امام مہدی ہونے کا اور نبی ہونے کا مدعی ہے، اس کے نزدیک قرآن وحدیث اور اس کے احکام کی کوئی حقیقت نہیں، اس نے اللہ تعالیٰ کو لاعلم اور مجبور کہا۔ اللہ کی رویت کا انکار کیا۔ انبیاء علیہم السلام کی توہین کی۔ اولیاء کرام کی گستاخی کی۔ بیت اللہ کی عظمت کا انکار کیا۔ اس کے نزدیک ڈانس کرنا اور شراب پینا جائز ہے، اس کے علاوہ کئی اور خرافات بھی ہانکتا ہے اور اس کے پیروکار انجمن سرفروشانِ اسلام کے نام سے اس کے انہیں کفریہ عقائد اور گمراہ کن باتوں کو مسلمانوں میں پھیلارہے ہیں۔ اس مضمون میں اس کی انہی کفریہ باتوں اور ہفوات کو باحوالہ جمع کیا گیا ہے تاکہ امت مسلمہ ان کو پڑھ کر ان کی دست برد سے بچ سکے۔

ریاض احمد گوہر شاہی کا مختصر تعارف:

ریاض احمد گوہر شاہی ۲۵ ر نومبر ۱۹۴۱ء ڈھوک گوہر شاہ راولپنڈی میں پیدا ہوا۔ پرائیویٹ میٹرک کرنے کے بعد موٹر مکینک اور ویلڈنگ کا کام شروع کیا، مگر یہ کاروبار نفع بخش نہ ہوا، جب سن بلوغت کو پہنچا تو اس کی فقیری کا شوق انتہا کو پہنچا، اس نے دیول شریف، گولڑہ شریف، داتا دربار، لال باغ، سہون شریف میں چلے اور مجاہدے کا ڈرامہ رچایا مگر زندگی روحانیت اور فقر سے ادھوری رہی، گوہر شاہی نے بعد میں مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح دجل وتلبیس کا سہارا لے کر اسلام کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ مندرجہ ذیل کفریہ عبارات کو پڑھئے اور گوہر شاہی کی اسلام کے خلاف دریدہ ذہنی کو ملاحظہ فرمائیے:

مأمور من اللہ ہونے کا دعویٰ:

''میری ظاہری تعلیم میٹرک ہے اور میں نے باضابطہ کسی مدرسہ سے دینی تعلیم حاصل نہیں کی' البتہ روحانی تعلیم حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی ہے۔ اس وقت بھی حضور ﷺ ہی مجھے تعلیم دیتے ہیں' جتنا مجھے علم ہوتا ہے اور حکم ہوتا ہے بتادیتا ہوں یا تعلیم دیتا ہوں۔''

(کتاب حق کی آواز:۴)

گوہر شاہی نے کہا کہ:

''انجمن سرفروشان کا روحانی مشن ہم نے اپنی مرضی سے شروع نہیں کیا بلکہ اس مشن کو اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی رضا حاصل ہے۔''

(کتاب حق کی آواز:۴)

اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی:

گوہر شاہی اللہ تعالیٰ کی صفت رؤیت کا انکار کرتے ہوئے لکھتا ہے:

نماز میں ایک کڑی شرط ہے کہ ہم اللہ کو

دیکھ رہے ہوں یا اللہ ہم کو دیکھ رہا ہو۔ ظاہر ہے ہم اللہ کو نہیں دیکھ رہے اور اللہ بھی ہمیں نہیں دیکھتا، کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ:

’’ان اللّٰہ لا ینظر الی صورکم ولا ینظر الی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم۔‘‘

(روشناس، ص:۲۳،۲۴)

اللہ تعالیٰ کو لاعلم کہنا:

گوہر شاہی کے نزدیک نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ شہ رگ کے پاس ہوتے ہوئے بھی اپنی مخلوق کے اعمال سے لاعلم ہیں، چنانچہ گوہر شاہی لکھتا ہے:

قریب ہے شاہ رگ کے اسے کچھ بھی پتہ نہیں
بے زار ہوئے محمدؐ کاش تو نے پایا وہ راستہ نہیں

(تریاق قلب، ص:۱۸)

خالق کائنات مجبور:

گوہر شاہی خود کو اگرچہ ہر قسم کی قانونی اور اخلاقی پابندیوں سے آزاد سمجھتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ کو مجبور کہہ کر اس کی توہین کرتا ہے:

پہنچ نہ سکے گا ہرگز تو اس شاہراہ کے بغیر
کہ خدا بھی چلتا نہیں قانونِ خدا کے بغیر
اسی نقطے کی تلاش میں طالبوں کی عمر برباد ہوتی ہے
خدا کی قسم اسی نقطے سے مجبور خدا کی ذات ہوتی ہے

(تریاق قلب، ص:۷)

اللہ کے ہاتھ میں حضرت علیؓ کی انگوٹھی:

ذات الٰہی اور فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کی ایک مثال کہ نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ زیورات کے محتاج ہوگئے ہیں، لکھتا ہے:

’’....حدیث میں ہے کہ میں نے خدا سے ہاتھ ملایا، ایک دوسری حدیث میں ہے کہ دیدار کے وقت حضور پاک نے خدا کے ہاتھ میں وہ انگوٹھی دیکھی جو انہوں نے حضرت علیؓ کو دی تھی...‘‘ (یادگار لمحات، ص:۲۴)

اس ملعون سے کوئی پوچھے یہ خانہ زاد حدیث اس نے کس ٹیکسال میں ڈھالی ہے؟ ورنہ ذخیرہ حدیث میں کہاں ہے؟ ذرا نشاندہی تو کی ہوتی؟

حضرت آدم علیہ السلام کی توہین:

گوہر شاہی ملعون کہتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو نعوذ باللہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد ہوگیا تھا اور اس پر ان کو سزا دی گئی، چنانچہ وہ لکھتا ہے:

’’جب آپ (آدم) یہاں پہنچے تو.... آپ کو ایک دن عرش کرسی کا کشف ہوا جس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا... آپ نے جب اسم محمد اللہ تعالیٰ کے ساتھ لکھا دیکھا تو خیال ہوا کہ یہ محمد کون ہیں؟ جواب آیا تمہاری اولاد میں ہوں گے، نفس نے اکسایا کہ تیری اولاد میں سے ہوکر تجھ سے بڑھ جائیں گے؟ بے انصافی ہے؟ اس خیال کے بعد آپ کو دوبارہ سزا دی گئی۔ (نعوذ باللہ......ناقل)۔‘‘

(روشناس ص:۹، مینارۂ نور، ص:۱۱ طبع اول)

حضرت آدم علیہ السلام کی توہین کی ایک مثال:

نعوذ باللہ حضرت آدم علیہ السلام پر شیطان نے تھوکا اور شیطانی تھوک کا جرثومہ ان کے جسم میں چلا گیا، جب ہی ان میں شرارت نفس آئی اور وہ شیطان کے آلۂ کار بنے، چنانچہ وہ کہتا ہے:

’’جب حضرت آدم علیہ السلام کا جسّہ (بت) بنایا گیا تو شیطان نے نفرت سے تھوکا جو ناف کے مقام پر پڑا اور اس تھوک سے ایک جرثومہ (نفس) اندر داخل ہوا، جو بعد میں شیطان کا آلۂ کار بنا اور آدم علیہ السلام نفس کی شرارت سے اپنی وراثت یعنی بہشت سے نکال کر عالم ناسوت میں پھینکے گئے۔‘‘

(مینارۂ نور، ص:۱۱/۱۲ طبع اول)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توہین:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

’’مررت بموسیٰ وھو قائم یصلی فی قبرہ‘‘ صحیح مسلم، ج:۲، ص:۲۶۸، (میں معراج کی رات، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا تو آپ اپنی قبر میں کھڑے نماز تلذذ ادا فرمارہے تھے) مگر گوہر شاہی ملعون کہتا ہے:

’’بیت المقدس سے دو میل دور موسیٰ علیہ السلام کا مزار ہے، یہودی مرد اور عورتیں وہاں شراب نوشی کرتے ہیں، حتی کہ وہ مزار فحاشی کا اڈا بن گیا، جس کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کے لطائف وہ جگہ چھوڑ گئے اور مزار خالی بت خانہ رہ گیا ہے۔‘‘ (مینارۂ نور، ص:۶۲)

حضرات انبیاء واولیاء کی توہین:

اپنی بے حیائی، بے شرمی، حرام خوری اور نشہ بازی کے جواز کے لئے حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی توہین و تذلیل اور ان پر جھوٹی تہمت باندھنے سے بھی نہیں چوکتا، چنانچہ لکھتا ہے:

’’....رات کو بھٹ شاہ والے آئے تھے اور تمہیں بھنگ پلاکر چلے گئے، تم نے ذائقہ تو چکھ لیا ہوگا، یہی ہے شراب طہورا، مستانی نے کہا: بھٹ شاہ والے مجھے حکم دے گئے ہیں، اس کو روزانہ ایک گلاس الائچی ڈال کر پلایا کرو، میں سوچ رہا تھا پیئوں یا نہ

پیؤں؟ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا، کیونکہ کچھ بزرگوں کے حالات کتابوں میں پڑھے تھے کہ وہ ولایت کے باوجود کئی بدعتوں میں مبتلا تھے، جیسے سمن سرکار کا بھنگ پینا، لال شاہ کا نسوار اور چرس پینا، سدا سہاگن کا عورتوں سا لباس پہننا اور نماز نہ پڑھنا، امیر کلاں کا کبڈی کھیلنا، سید خزاری کا کتوں کے ساتھ شکار کرنا، خضر علیہ السلام کا بچے کو قتل کرنا، قلندر پاک کا نماز نہ پڑھنا، داڑھی چھوٹی اور مونچھیں بڑی رکھنا، حتیٰ کہ رقص کرنا، رابعہ بصری کا طوائفہ بن کر بیٹھ جانا، شاہ عبدالعزیز کے زمانہ میں ایک ولیہ کا ننگے تن گھومنا، لیکن سخی سلطان باہو نے فرمایا تھا کہ بدعتی فقیر دوزخ کے کتے ہیں، لیکن یہ بھی کہا تھا کہ بامرتبہ تصدیق اور نقالیہ زندیق ہے.... آخر یہی فیصلہ کیا کہ تھوڑا سا چکھ لیتے ہیں۔“

(روحانی سفر، ص:۳۶)

کلمہ طیبہ کا انکار اور شراب کا پینا حلال:

”حضرت ابو ہریرہؓ کے اس قول کہ: ”مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو علم عطا ہوئے، ایک تمہیں بتادیا، دوسرا بتاؤں تو تم مجھے قتل کردو“ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ: دوسرا علم یہ تھا کہ اس وقت اگر ابو ہریرہ کسی سے یہ کہتے کہ تم شراب پیتے رہو، لیکن جہنم میں نہیں جاؤ گے اور یہ کہ تم بغیر کلمہ پڑھے بھی خدا تک پہنچ سکتے ہو تو لوگ اس بات پر انہیں قتل ہی کرڈالتے.....“

(یادگار لمحات، ص:۹،۱۰)

نجات کے لئے ایمان کی ضرورت نہیں:

چنانچہ گوہر شاہی ملعون لکھتا ہے:

”جس دل میں خدا کی محبت ہے وہ خواہ کسی مذہب میں ہے یا نہیں، وہ جہنم میں نہیں جاسکتا۔“ (یادگار لمحات، ص:۲۸)

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ عبادات ہیں روحانیت نہیں:

”نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ عبادات ہیں، روحانیت نہیں۔ روحانیت کا تعلق دل کی ٹک ٹک کے ذریعے اللہ اللہ کرنا ہے، جس کے ذریعہ انسان میں نور پیدا ہوتا ہے اور اس نور کے ذریعہ انسان میں موجود دیگر مخلوقات بھی بیدار ہوکر اللہ اللہ کرنے لگ جاتی ہے، پھر یہ نمازیں پڑھتی ہیں روزے رکھتی ہیں، ان کا یہ عمل قیامت تک جاری رہتا ہے۔“

(کتاب حق کی آواز:۳۰)

گوہر شاہی اور تحریف قرآن:

گوہر شاہی ملعون کی دست برد سے کوئی شے محفوظ نہیں، حتی کہ اس ملعون نے قرآن بھی اپنی مرضی سے بنانا شروع کردیا، چنانچہ وہ کہتا ہے:

قرآن مجید میں بار بار آیا ہے:

”دع نفسک و تعال“... نفس کو چھوڑ اور چلا آ....“

(مینارۂ نور، ص:۲۹، طبع اول:۱۴۰۲ھ)

قرآن کے دس پارے اور ہیں:

گوہر شاہی کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا تیس پاروں والا قرآن اصلی قرآن نہیں، بلکہ اس کے دس پارے اور ہیں جو اس کے دل کو لگتے ہیں، چنانچہ وہ کہتا ہے:

”یہ قرآن پاک عوام الناس کے لئے ہے، جس طرح ایک علم عوام کے لئے جبکہ دوسرا علم خواص کے لئے جو سینہ بہ سینہ عطا ہوا۔ اسی طرح قرآن پاک کے دس پارے اور ہیں، جب ہم نے اللہ کو پانے کی غرض سے لعل باغ سہون شریف میں ذکر وفکر تلاوت، عبادات و ریاضت اور مجاہدات کئے تو ہم پر باطنی راز منکشف ہونا شروع ہوگئے۔ باطنی مخلوقات ہمارے سامنے آگئیں پھر وہ دس پارے بھی سامنے آگئے۔“ (حق کی آواز، ص:۵۲)

بیت اللہ کی توہین:

گوہر شاہی نہیں چاہتا کہ مسلمان بیت اللہ کے حج کے لئے جائیں، بلکہ وہ اس کی بتلائی ہوئی ”روحانیت“ اور اس کے نام نہاد ذکر کی بھول بھلیوں میں الجھے رہیں، اس لئے وہ اپنے مریدین کو ایک خاص انداز سے بیت اللہ سے متنفر اور اپنی ذات کے لئے سجدہ کا جواز تلاش کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”.... مجدد الف ثانی نے دیکھا کہ باطنی مخلوق جنات وغیرہ انہیں سجدہ کررہے ہیں، پریشان ہوئے کہ انسان کو سجدہ جائز ہی نہیں، سجدہ تو اللہ کو ہوتا ہے، غیب سے آواز آئی سجدہ تمہیں نہیں یہ بلکہ تمہارے دل میں جو خانہ کعبہ بس گیا ہے اسے سجدہ کررہے ہیں، وہ خانہ کعبہ جس کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھی، یہ خانہ کعبہ جو دل میں بس جاتا ہے اس کی بنیاد خود اللہ تعالیٰ رکھتا ہے، اس لئے اس خانہ کعبہ کو اس خانہ کعبہ سے فضیلت ہے....“ (تحفۃ المجالس، ص:۱۴۰)

بیت اللہ میں ایک لاکھ نماز کا ثواب ہر حاجی کو نہیں ملتا:

گوہر شاہی کی مسلمانوں کو بیت اللہ سے متنفر کرنے کی ایک اور بھونڈی ترکیب ملاحظہ ہو:

’’عموماً یہ بات عام ہے کہ خانہ کعبہ میں نماز پڑھوتو ایک لاکھ گنا ثواب اور مسجد نبوی میں نماز ادا کروتو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب حاصل ہوتا ہے، لیکن عموماً دیکھا جاتا ہے کہ ہر سال لاکھوں لوگ حج کے دوران بے تحاشا نمازیں مکہ شریف اور مدینہ شریف میں ادا کرتے ہیں، اس طرح وہ کروڑوں نمازوں کے ثواب کے حق دار ہیں....اس بابت حقیقت کچھ اور ہے ایک ایک لاکھ اور پچاس ہزار گنا ثواب اصل میں ان نمازیوں کو حاصل ہوتا ہے، جن کے دل پر خانہ کعبہ اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نقش ہو جاتا ہے، جن کے دل پر خانہ کعبہ بس گیا وہ کہیں بھی نماز ادا کرے لاکھ گنا ثواب حاصل ہوگا، اسی طرح جس کے دل پر روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نقش ہے وہ جہاں بھی نمازیں ادا کریں پچاس ہزار گنا ثواب کے حق دار ہوں گے۔ یہ ثواب مومنین کے لئے ہے نہ کہ عام حاجی کے لئے، اس غلط فہمی کی بنا پر تمام حاجی اپنے آپ کو کروڑوں کے ثواب کا حق دار جانتے ہیں۔‘‘ (تحفۃ المجالس ص:۷۲،۷۳)

ڈانس کرنا اور چرس پلانا جائز ہے:

یہ ملعون اپنے دجالی فتنہ کے زور پر ہر بے حیائی کو سند جواز مہیا کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ ڈانس اور چرس کو سند جواز مہیا کرتے ہوئے لکھتا ہے:

’’نیز اللہ، اللہ کرنے کے لئے ڈانس کرنا جائز ہے اور اللہ، اللہ کرانے کے لئے چرس پلانا جائز ہے۔‘‘ (یادگار لمحات ص:۱۹)

گوہر شاہی مہدی:

’’لوگ اگر ہمیں امام مہدی کہتے ہیں تو اصل میں جس کو جتنا فیض ملتا ہے وہ ہمیں اتنا ہی سمجھتا ہے، کچھ لوگ تو ہمیں اور بھی بہت کچھ کہتے ہیں، ہم انہیں اس لئے کچھ نہیں کہتے ہیں کہ ان کا عقیدہ جتنا ہماری طرف زیادہ ہوگا، ان کے لئے بہتر ہے۔‘‘

(سالنامہ گوہر ۱۹۹۷ء، ص:۸)

دعویٰ مہدیت سے سزا کا خوف:

دعویٰ مہدیت کا جی تو چاہتا ہے مگر کیا کیجئے پاکستانی قانون اور علماء سے ڈر ہے کہ وہ کہیں عدالت میں نہ گھسیٹ لیں:

’’آپ نے فرمایا اگر کسی میں امام مہدی کی نو نشانیاں پائی جاتی ہیں اور ایک نہیں پائی جاتی تو آپ ان نو نشانیوں کو رد نہیں کرسکتے . . .اسی طرح امام مہدی اعلان کرے یا نہ کرے، رہے گا تو امام مہدی، کیونکہ پاکستان کے ۱۹۸۴ء کے قانون میں لکھا ہے کہ: جو شخص امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرے اس کو سزائے موت یا عمر قید کی سزا دی جائے۔ اسی لئے امام مہدی مصلحتاً خاموش ہیں کہ خواہ مخواہ پابند سلاسل ہونے سے فائدہ؟...‘‘ (حق کی آواز ص:۳۳،۳۴، تاریخ ملفوظ:۱۶ تا ۳۰ /جون ۱۹۹۹ء)

جو ہماری چاند کی تصویر کو نہیں مانتا وہ اللہ کی بہت بڑی نشانی کو جھٹلاتا ہے:

’’چاند پر اپنی شبیہ آنے سے متعلق فرمایا کہ ہم یہ مشن عرصہ بیس سال سے پھیلا رہے ہیں، اتنا بڑا جھوٹ ہم نہیں بول سکتے، ہم یہ تو نہیں کہتے کہ فلاں ملک میں چاند میں ہماری تصویر ہے، نہ یہ کہتے ہیں کہ چاند میں ہماری تصویر آئی تھی بلکہ یہ تو ہر شہر، ہر ملک سے چاند میں اب تک نظر آرہی ہے۔ چاند کہیں گیا تو نہیں تمہارے پاس ذریعے موجود ہیں، تم دوربین سے کیمروں یا ویڈیو سے ان کی تصویر لے کر تصدیق کرسکتے ہو، اگر چاند میں ہماری تصویر نہیں اور ہم کہیں کہ ہے، تو ہم مجرم اور اگر تصویر موجود ہے اور تم نہ مانو تو تم مجرم ہو کہ خدا کی اتنی بڑی نشانی کو جھٹلا دیا، اگر خدا نے چاند میں ہماری تصویر لگائی ہے، اس کی کوئی تو وجہ ہوگی، اگر چاند میں ہماری تصویر کی تصدیق ہوتی ہے تو تمہیں چاہئے کہ ہمارے پاس آؤ اور پوچھو کہ ہمارا مشن کیا ہے؟ ...ایک شخص نے سوال کیا کہ چاند میں آپ کی تصویر آئی تو کیا آپ کو کوئی بشارت وغیرہ ہوئی تھی؟ سرکار نے فرمایا کہ اگر ہم تمہیں بتا بھی دیں تو کیا تم یقین کرلوگے؟ وہ ہمارے یقین کے لئے تھی، تمہارے یقین کے لئے یہ تصویر ہے۔ تم اسے دیکھو۔‘‘

(یادگار لمحات، ۱۸/مئی ۱۹۹۷ء، ص:۱۰،۱۱)

’’جب چاند، سورج، حجر اسود، شیو مندر، امام بارگاہوں اور کئی مساجد میں تصویروں کی تصدیق ہوئی، مجھے بھی شک گزرا کہ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ یہ (مہدی علیہ السلام کا) مرتبہ مجھے ہی نواز دے، کیونکہ کئی ایسے واقعات سامنے تھے کہ چور اور ڈاکو بھی راتوں رات ولی بن گئے، حتمی یقین تب ہوگا جب اللہ کی طرف سے کوئی الہام ہو اور ظاہری باطنی ولی اس کی تصدیق کریں۔

لوگ کہتے ہیں کہ گوہر شاہی نے چاند اور حجر اسود پر تصاویر کا دعویٰ کیا۔ یہ دعویٰ میں نے نہیں کیا بلکہ یہ دعویٰ رب کی طرف سے ہوا

ہے۔اس کی تائید کررہا ہوں اور لوگوں کو بھی کہتا ہوں کہ تم اس کی تحقیق کرو، اگر منجانب اللہ ہے تو اس کو جھٹلانا کفر ہے اور اگر ہم ان نشانیوں کا ثبوت پیش نہ کرسکیں تو ہر قسم کی سزا کے لئے تیار ہیں، تحقیق کے بعد لوگ کہتے ہیں کہ جب حضور پاک کی شبیہ نہیں آئی تو کسی اور کی کیسے آسکتی ہے۔ہم کہتے ہیں ہوسکتا ہے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اپنے کسی فرزند کی تصویر لگادی ہو کہ اس کے ذریعہ عشق ومحبت کی تعلیم حاصل کرو، جسے اللہ نے ہی تعلیم سکھا کر پوری دنیا کے مذاہب کے لئے مامور کیا ہوا ہے۔‘‘

(روزنامہ جنگ لندن،۲۸/اگست ۱۹۹۹ء)

گوہر شاہی منصب نبوت پر:

گوہر شاہی کی عقیدت مند تنظیم RAGS نے ایک اسٹیکر شائع کیا، جس میں کلمہ طیبہ میں ’’محمد رسول اللہ‘‘ کی بجائے ریاض احمد گوہر شاہی لکھا گیا۔ پوری عبارت ’’لا الہ الا اللہ ریاض احمد گوہر شاہی‘‘ لکھی ہوئی تھی اور گوہر شاہی اس اسٹیکر کے جواز کا قائل تھا اور اس نے اس پر کوئی نکیر نہیں کی۔(ملخص حق کی آواز ص:۴، ۵)

یہ چند ایک مختصر مگر چیدہ چیدہ عقائد کی فہرست ہے، جو قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے ورنہ اگر گوہر شاہی کا پورا لٹریچر اور اس کے ملفوظات والہامات کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو اس کے کفر و زندقہ کا ایک لا متناہی سلسلہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ملعون پوری امت مسلمہ کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے کاٹ کر اپنے پیچھے لگانا چاہتا ہے۔اس کے انہی کفریہ عقائد کے پیش نظر یہ اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں کہ اس شخص کی سوچ وفکر مرزا غلام احمد قادیانی سے کسی طرح کم نہیں، بلکہ بعض معاملات میں یہ اس کے بھی کان کترتا نظر آتا ہے۔اس شخص کے نزدیک اسلام، ارکانِ اسلام اور شعائر اسلام کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ لوگ سیدھے سادے مسلمانوں کو اسلام کے متوازی اور اپنے خود ساختہ مذہب کی تعلیم دے کر گمراہ کرنے کی بدترین سازش میں مصروف ہیں اور اسلام دشمن قوتیں ان کی پشت پر ہیں۔ علماء امت کا اخلاقی، مذہبی اور دینی فریضہ ہے کہ ان کا تعاقب کریں، جبکہ حکومت پاکستان کو چاہئے کہ ان بدفطرت اسلام دشمنوں کے منہ میں لگام دیں اور ان کے خلاف عدالت کے فیصلہ پر عمل درآمد کرکے ان عقائد کی پرچار کرنے والوں کو پھانسی کی سزا دے۔

ریاض احمد گوہر شاہی کے کفریہ عقائد پر فتاویٰ جات:

گوہر شاہی کے خلاف امت مسلمہ کے مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام نے کفر کا فتویٰ دیا۔ انہوں نے اپنے فتاویٰ جات میں لکھا:

۱:... یہ شخص اور اس کی جماعت اور اس کے ماننے والوں کے بارے میں قرآن وسنت اور اکابرین امت کی تصریحات یہ ہیں کہ ایسا شخص ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا۔

۲:... گوہر شاہی اور اس کی جماعت کے ساتھ تعلق رکھنا اور رشتہ ناتہ کرنا جائز نہیں ہے۔

۳:... ان لوگوں کا ذبیحہ مردار ہے۔

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، جامعہ دارالعلوم کراچی کی طرف سے مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ، مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ، جبکہ جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی اور دارالافتاء ختم نبوت کی طرف سے شہدائے ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مفتی محمد نظام الدین شامزیؒ، مفتی محمد جمیل خانؒ، مولانا نذیر احمد تونسویؒ، مفتی سعید احمد جلال پوریؒ کے علاوہ دارالعلوم امجدیہ کراچی، دارالعلوم قادریہ سبحانیہ کراچی، جامعہ رضویہ مظہر العلوم فیصل آباد، دارالعلوم انجمن تعلیم الاسلام جہلم، مدرسہ نظامیہ تجوڑی بنوں، دارالعلوم ضیاء القرآن مانسہرہ، مدرسہ عربیہ جامعہ عنائتیہ خانیوال اور امام کعبہ شیخ محمد بن عبداللہ سبیّل نے گوہر شاہی کے گمراہ اور کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔

آئینی وقانونی اعتبار سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ڈیرہ غازی خان کی عدالت میں گوہر شاہی کے مرید اسحاق کھیڑا پر ایف آئی آر نمبر ۱۲۸/۹۸، مقدمہ نمبر ۶/۹۸ بجرم ۲۹۵۔اے کے تحت درج کرائی، جس پر عدالتی کارروائی کے بعد ۱۷/مارچ ۱۹۹۹ء کو عمر قید کی سزا دی گئی، جبکہ میر پور خاص کی عدالت نے گوہر شاہی پر ایف آئی آر نمبر ۱۰۸، مقدمہ نمبر ۲۷/۹۹ دفعہ ۲۹۵۔اے، ۲۹۵۔بی اور ۲۹۵۔سی کے تحت مجرم قرار دے کر ۹۳ سال قید کی سزا دی۔

فتنہ گوہر شاہی اور اس کی جماعت انجمن سرفروشان اسلام، دین محمدی اور اسلام کے خلاف ایک ناسور ہے۔ یہ گروہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا ڈالنے، ان کو کافر بنانے، مسلمانوں کو دینی، معاشی، معاشرتی ہر اعتبار سے تہی دست کرنے کے درپے ہے۔ تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ خود بھی اس فتنہ سے بچیں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس فتنہ سے بچانے کی کوشش کریں۔ ☆☆

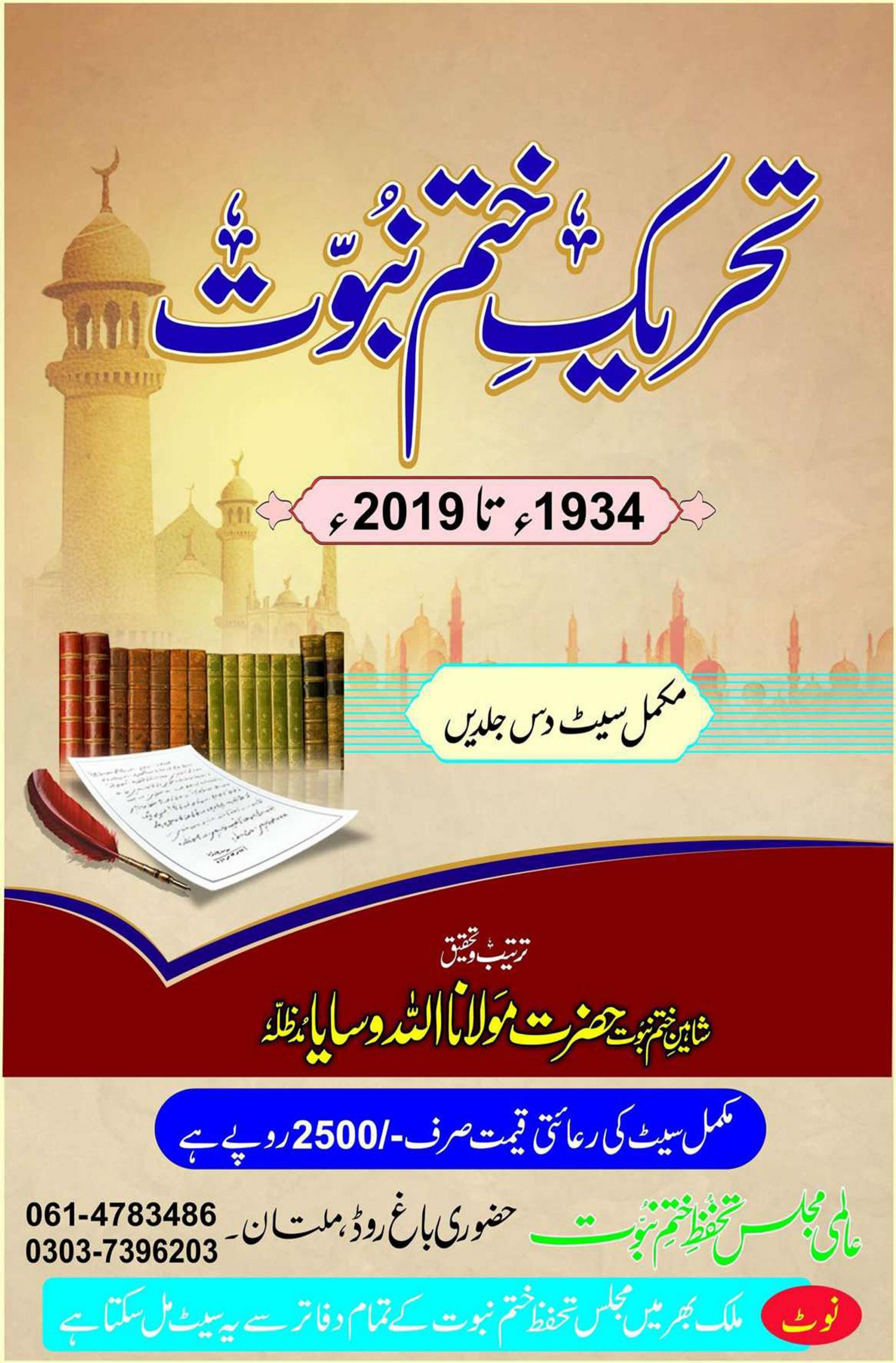
تحریکِ ختمِ نبوّت
1934ء تا 2019ء
مکمل سیٹ دس جلدیں
ترتیب وتحقیق
شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت صرف -/2500 روپے ہے
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔
061-4783486
0303-7396203
نوٹ
ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے